نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر

ترتیب وتدوین

مفتی شہزاد احمد سجاد صاحب پرنسپل جامعہ حسینیہ

حافظ احمد بشیر (متعلم جامعہ حسینیہ)

جامعہ حسینیہ

غوثیہ کالونی جراء علی پور چھٹہ فون:03030626802

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلویؒ

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی شہزاد احمد سجاد (پرنسپل جامعہ حسینیہ)

معاون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حافظ احمد بشیر (متعلم جامعہ حسینیہ)

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

0303-0626802

Muftishahzad9@gmail.com

0326-4743100

Ahmadbashirrr789@gmail.com

تعارفِ کتاب

کتاب **الفوز الکبیر فی اصول التفسیر** نظام المدارس پاکستان کے درجہ سادسہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے مصنف **شاہ ولی اللہ محدثِ دھلوی** ہیں۔

یہ کتاب علم تفسیر پر لکھی جانے والی ایک جامع اور بہترین کتاب ہے۔اس کتاب کو مصنف نے فارسی زبان میں لکھا تھا بعد ازاں اس کا عربی میں ترجمہ کیا گیا پھر اس کتاب کی جامعیت کی وجہ سے اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا۔

اب ضرورت اس امر کی تھی کہ اس کتاب کو مختصر ، جامع اور سوال وجواب کی شکل میں مدون کیا جائے تو اس کام کا بیڑا جامعہ حسینیہ نے اٹھایا۔ ہم نے اس کتاب کو نہایت وضاحت کے ساتھ بہترین الفاظ میں سوال و جواب کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔اور نصاب میں شامل کتاب ہذا کے تمام تر نکات کو انتہائی آسان فہم، جامع اور خوبصورت انداز میں مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔امید واثق ہے کہ یہ مبنی بر خلوص عمل طالبانِ دین کے لیے انتہائی مفید ثابت ہو گا۔ان شاء اللہ العزیز

اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ہماری اس ادنی سی کاوش کو قبول فرمائے۔آمین!

جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

فہرست

صفحہ نمبر	مشتملات	نمبر شمار
1	مقدمۃ الکتاب	1
4	الباب الاول: علومِ خمسہ کا بیان	2
4	الفصل الاول: علم مباحثہ کا بیان	3
7	یہود کا بیان	4
10	نصاریٰ کا بیان	5
12	منافقین کا بیان	6
13	الفصل الثانی: باقی علومِ پنجگانہ کی مباحث	7
18	الباب الثانی: اہلِ عصر کے لحاظ سے نظمِ قرآن کے معانی میں وجوہِ خفاء کا بیان	8
18	الفصل الاول: غریب القرآن کی شرح کا بیان	9
19	الفصل الثانی: ناسخ ومنسوخ کا بیان	10
21	الفصل الثالث: اسبابِ نزول کی معرفت	11
25	الفصل الرابع: اس باب کے باقی مباحث کا بیان	12
25	حذف کا بیان	13
28	ابدال کا بیان	14
34	الفصل الخامس: محکم، متشابہ، کنایہ، اشارہ اور مجازِ عقلی کا بیان	15
37	الباب الثالث: نظمِ قرآن کے لطائف اور اسلوبِ بدیع کا بیان	16
37	الفصل الاول: قرآنِ مجید کی ترتیب اور اس میں سورتوں کا اسلوب	17
39	الفصل الثانی: آیات کے لحاظ سے سورتوں کی تقسیم اور ان کا منفرد اسلوب	18
45	الفصل الثالث: علومِ خمسہ مین تکرار کی وجہ اور اس کے بیان میں عدمِ ترتیب	19
46	الفصل الرابع: قرآن کی وجوہِ اعجاز کا بیان	20

21	**الباب الرابع:** صحابہ وتابعین کی تفاسیر میں تفسیر کے اسالیب اور مختلف مقامات کی وضاحت	48
22	**الفصل الاول:** اصحابِ حدیث کی تفاسیر میں مروی آثار اور اس کے متعلقات	49
23	**الفصل الثانی:** اس باب کے باقی لطائف کا بیان	52
24	**الفصل الثالث:** غرائب القرآن کا بیان	54
25	**الفصل الرابع:** بعض وہبی علوم کا بیان	56

المقدمہ

سوال نمبر 1: کتاب الفوز الکبیر کے مولف کون ہیں؟

کتاب الفوز الکبیر کے مولف کا نام **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی** ہے۔

سوال نمبر 2: تفسیر کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں۔

لغوی معنی:

وضاحت اور بیان کرنا ہے۔

اصطلاحی معنی:

ایسا علم جس میں قرآن مجید کے مضامین کو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے لحاظ سے انسانی بساط کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 3: علمِ تفسیر کا موضوع تحریر کریں۔

علم تفسیر کا موضوع اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس کی مرضی کے مطابق بیان کرنا ہے۔

سوال نمبر 4: علم تفسیر کا مقصد کیا ہے؟

علم تفسیر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت سے رہنمائی حاصل کرنا، مضبوط ہاتھوں سے تمسک اور ابدی سعادت تک پہنچنا ہے۔

سوال نمبر 5: علم تفسیر کے فضائل تحریر کریں۔

اس علم کے بہت سے فضائل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

1۔ قرآن مجید کی تفسیر کو نبی کریم ﷺ کا مسلسل عمل قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور ہم نے آپ پر یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں پر واضح کر دیں جو ان پر نازل کیا گیا ہے، تاکہ وہ اس پر غور و فکر کریں"

رسول اکرم ﷺ نے اپنے قول اور فعل سے اسے بیان فرمایا کیونکہ وہ کتاب اللہ کے مفسر ثانی ہیں اور اس کیلئے نمونہ کمال ہیں۔

2۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس کو بلایا اور فرمایا:

"اے اللہ، اسے اپنی کتاب کا فہم عطا فرما (امام بخاری کی روایت)

اور ایک روایت میں ہے:

"اے اللہ، اسے تفسیر و تاویل کا علم سکھا" (حاکم کی روایت)۔ اور عبد اللہ ابنِ عباس نے اپنی تدبیر اور ذہانت سے گواہی دی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ابن عباس کتنا اچھا ترجمان القرآن ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی فخر اور اعزاز کی بات ہو سکتی ہے؟

سوال نمبر 6: تاویل سے کیا مراد ہے؟

لغوی معنی:

لوٹانا یا واپس پھیرنا

اصطلاحی معنی:

تاویل سے مراد یہ ہے یقین اور اللہ کی گواہی کے بغیر ممکنات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا۔

سوال نمبر 7: تفسیر اور تاویل میں کیا فرق ہے؟

تاویل اور تفسیر دونوں ہی متن کی وضاحت کرتے ہیں، لیکن تفسیر میں ظاہری معنی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے، جبکہ تاویل میں پوشیدہ یا باطنی معنی پر زیادہ زور ہوتا ہے۔

سوال نمبر 8: قرآن عظیم میں کن علوم کو بطور تنصیص بیان کیا گیا ہے/علوم خمسہ کون سے ہیں؟

جاننا چاہئے کہ قرآن کے معانی پانچ علوم سے خارج نہیں ہیں:

1۔ علم الأحکام:

یہ واجب، مستحب، مباح، مکروہ اور حرام ہیں، خواہ یہ عبادات سے قسم سے ہوں یا معاملات کی یا تدبیر منزل سے متعلق ہوں یا ملکی سیاست سے۔ اس علم کی تفصیل فقیہ کے ذمہ کے ساتھ مربوط ہے۔

2- علم الجدل:

یہ علم مناظرہ چار گمراہ فرقوں، یہود و نصاری، مشرکین اور منافقین سے متعلق ہے، اس علم کی تفصیل متظمین کا کام ہے۔

3- علم تذکیر بآلاء اللہ:

یہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے اور بندوں کو ان کی ضروریات کا الہام کرنے اور خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کو بیان کرنے کا علم ہے۔

4۔ علم تذکیر بایام اللہ:

یہ ان واقعات کا بیان ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اطاعت شعاروں کو نعمتوں سے نوازنے اور مجرموں کو عذاب دینے کے لئے صادر فرمائے ہیں۔

5- علم تذکیر بالموت ومابعدہ:

یہ علم حشر و نشر، حساب و میزان اور جنت و دوزخ سے متعلق ہے اور، ان تینوں علوم کی تفصیل بیان کرنا اور ان کی مناسبت سے احادیث اور آثار کو ذکر کرنا واعظین اور مذکرین کا کام ہے۔

سوال نمبر 9: علوم خمسہ کو بیان کرنے میں قرآن کریم کا اسلوب تحریر کریں۔

علوم خمسہ کے بیان میں قرآن کریم نے جو اسلوب اپنایا ہے وہ درج ذیل ہے:

1. ان علوم کا بیان قدیم عربوں کے طریقوں پر ہوا ہے۔
2. یہ اللہ تعالیٰ نے آیات احکام میں اختصار کو لازم نہیں فرمایا۔

3. غیر ضروری کے یودات سے اصولوں کی جانچ پڑتال بھی نہیں کی۔
4. آیات مخاصمہ میں مخالف کا مفید خطابات اور مشہور و مسلم طریقوں سے رد کیا ہے۔
5. ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف منتقل ہونے میں مناسبت کی رعایت نہیں فرمائی۔
6. ہر اہم حکم کو تقدم و تاخر کے فرق کے بغیر بندوں تک پہنچایا۔

سوال نمبر 10: کیا ہر آیت سبب نزول کی محتاج ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اکثر مفسرین نے مباحثہ اور احکام کی آیات میں سے ہر آیت کو کسی قصہ کے ساتھ جوڑا ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ قصہ اس آیت کا سبب نزول ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد نفوس بشریہ کی تہذیب و تزکیہ کرنا اور عقائد باطلہ کو مٹانا اور اعمال فاسدہ کی نفی کرنا ہے۔

لہذا شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک ہر آیت سبب نزول کی محتاج نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 11: نزول قرآن کے اصلی مقاصد کون سے ہیں؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک نزول قرآن کے اصلی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. نفوس بشریہ کی تہذیب و تزکیہ کرنا۔
2. عقائد باطلہ کو مٹانا۔
3. اعمال فاسدہ کی نفی کرنا۔

الباب الاول: علومِ خمسہ کا بیان

سوال نمبر 12: قرآن کریم میں کن چار گمراہ فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

قرآن کریم میں درج ذیل چار گمراہ فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے:

1. مشرکین
2. یہود
3. نصاریٰ
4. منافقین

سوال نمبر 13: قرآن کریم کے بیان کردہ گمراہ فرقوں سے مخاصمہ کتنے طریقوں پر ہوا؟

قران کریم کے بیان کردہ گمراہ فرقوں سے مخاصمہ دو طریقوں پر ہوا:

1۔اول: یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالی باطل عقیدہ کو ان کی قباحت کے ساتھ بیان کر کے اس سے نفرت کا اظہار فرماتا ہے۔

2۔ثانی: یہ کہ گمراہوں کے باطل شبہات کو واضح کرنا اور ادلہ قطعیہ یا خطابیہ سے ان کا حل بیان کرنا ہے۔

فصل اول: علم الجدل کا بیان

ذکر المشرکین

سوال نمبر 14: مشرکین کس چیز کا دعوی کرتے تھے اور بتائیں کہ حنیف کسے کہتے ہیں؟

مشرکین خود کو حنفاء کہتے ہیں جو سیدنا ابراہیم کی ملت کا پابند ہونے کا دعوی کرتے ہیں ۔

حنیف کسے کہتے ہیں:

حنیف اسے کہا جاتا ہے جو ملت ابراہیمی کا پابند ہو اور اس کے شعار کا سختی سے اختیار کرنے والا ہو۔

سوال نمبر 15: ملت ابراہیمی کی علامات تحریر کریں۔

ملت ابراہیمی کی علامات درج ذیل ہیں:

1. بیت اللہ کا حج کرنا۔
2. نمازوں میں قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہونا۔
3. جنابت میں غسل کرنا۔
4. ختنہ کرنا۔
5. تمام فطری خصائل کا مالک ہونا۔
6. حرمت والے مہینوں کا احترام کرنا۔

7. مسجد الحرام کی تعظیم بجالانا۔

8. نسبی اور رضائی محرمات کی حرمت کا خیال رکھنا۔

9. عام جانوروں کا ذبح حلق میں اور لبہ میں ذبح کرنا۔

10. ذبح اور نحر سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا۔

سوال نمبر 16: ملت ابراہیمی کے شرائع بیان کریں۔

ملت ابراہیمی میں وضو، نماز اور روزہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک یہ تینوں اور فقیروں کو صدقہ دینا، راہ حق میں آنے والی مشکلات میں مدد کرنا، صلہ رحمی کرنا ملت ابراہیمی میں جائز تھا اس کے علاوہ قتل چوری زنا سود اور مال غصب کرنے کی حرمت بھی ملت ابراہیمی میں اصلا ثابت تھی۔

سوال نمبر 17: کیا مشرکین ملت ابراہیمی پر عمل کرتے تھے؟

وہ تمام چیزیں جو ملت ابراہیم میں اصلا ثابت تھی جمہور مشرکین نے ان اعمال کو ترک کر دیا تھا یہاں تک کہ ان کی عملی زندگی میں یہ اعمال ناپید ہو چکے تھے۔

سوال نمبر 18: مشرکین کے عقائد تحریر کریں۔

مشرکین کے ہاں جو عقائد تھے جنہیں انہوں نے نفس امارہ کی پیروی کرتے ہوئے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے وہ عقائد درج ذیل ہیں:

1. اللہ کے صانع ہونے کا عقیدہ رکھنا

2. اس بات کا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کا زمین اور تمام بلند آسمانوں کا خالق ہے،

3. رسول عظام کو بھیجنے پر اللہ کا قادر ہونا۔

4. اپنے بندوں کے تمام اعمال کی جزا دینا۔

5. بڑے بڑے حوادث پر وقوع پذیر ہونے سے پہلے قدرت رکھنا۔

6. تمام ملائکہ اللہ کے مقرب بندے ہیں اور وہ تعظیم کے مستحق ہیں۔

سوال نمبر 19: مشرکین کس کس گمراہی میں مبتلا تھے اور اس کا رد بھی تحریر کریں۔

مشرکین درج ذیل گمراہیوں میں مبتلا تھے:

شرک، تشبیہ، تحریف، آخرت کا انکار، حضور ﷺ سے دشمنی، ان کے مابین اعمال بد اور مظالم کا عام ہونا، باطل رسومات گھڑ لینا اور عبادات کو مٹانا۔

شرک:۔

وہ صفات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا شرک کہلاتا ہے۔ مثلاً: عالم میں

تصرف کرنا، جس کو کن فیکون سے تعبیر کیا جائے۔ علم ذاتی ، مریض کی شفا کو وجود میں لانا۔

جواب الاشراک:

مشرکین کے شرک کا رد چار طرح سے کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

- دلیل طلب کرنا اور آباء کی تقلید کے تمسک استدلال کی تردید کرنا۔
- بندے اور اللہ تبارک و تعالی کے مابین عدم تساوی ہونے کو بیان کرنا۔
- مسئلہ توحید پر اجماع انبیاء کو بیان کرنا۔
- بتوں کی عبادت کی خرابی کو بیان کرنا۔

تشبیہ:۔

اس سے مراد صفات بشریہ کو اللہ تبارک و تعالی کے لئے ثابت کرنا۔ مثلاً: جیسے مشرکین کہتے تھے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اللہ ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے اگرچہ ان سے راضی نہ ہو۔

جواب تشبیہ:

- ان کے دعوی پر دلیل طلب کرنا اور آباء کی تقلید کے سبب تمسک کو توڑنا۔
- والد اور ولد کے مابین جنسیت کی ضرورت بیان کرنا (جو یہاں نہیں پائی جارہی)۔
- مشرکین جسے اپنی جانوں کے لئے مذموم سمجھتے ہیں ان کا اس چیز کو اللہ تبارک و تعالی کے لئے ثابت کرنے کی برائی کو بیان کرنا۔

تحریف:۔

اس کا مطلب ہوتا ہے بدلنا۔ یعنی اصل دین کو بدل دینا اولاد اسماعیل علیہ السلام اپنے دادا کی شریعت پر تھی پھر عمر بن لحیی (لعنۃ اللہ علیہ) آیا پھر اس نے قوم کے لئے بت رکھے اور ان کی عبادات کو جائز قرار دیا اور ان کے لیے سام، بحیرہ، حام وغیرہ کو ان کے لیے گھڑا یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے تین سو سال پہلے تھا۔

جواب تحریف:

- ملت ابراہیمی سے تحریف کے منقول نہ ہونے کو بیان کرنا۔
- یہ بیان کرنا کے تمام کا تمام افتراع اور اختراع ہے۔

انکار معاد:۔

اس سے مراد موت کے بعد اٹھائے جانا ہے ہمارے انبیائے سالفین نے حشر نشر کو بیان تو فرمایا تھا لیکن وضاحت کے ساتھ نہیں پھر جمہور مشرکین اس پر مطلع نہ ہو پائے جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو بعید جانا۔

جواب استبعاد حشر نشر:

- زمین کے زندہ ہونے پر قیاس کرنا اور یہ بیان کرنا کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالی بنجر زمین کو زندہ کرنے پر قادر ہے اسی طرح مرے ہوئے انسان کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے۔
- اس چیز کو بیان کرنا کہ جو کتابیں پہلے تھی اس میں بھی حشر نشر کا بیان ہے۔

استبعاد رسالت:۔

یہ جماعت اگرچہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کی نبوت کا اعتراف کرتی تھی لیکن صفات بشریت جو کہ انبیاء کامل کے جمال کا حجاب ہے ان کو تشویش میں ڈال دیا اور یہ مشرکین تبارک وتعالی کی تدبیر کی حقیقت کو پہچان نہیں پائے پھر یہ رسالت کو بعید جاننے لگے جب یہ رسول مرسل کے مابین فرق نہیں کر پائے تو کہتے تھے نبی ہم سے الگ ہونا چاہیے یہ کیسے نبی ہیں جو کھاتے ہیں پیتے ہیں بازار کی طرف جاتے ہیں۔

جواب استبعاد ارسال رسل:

- رسولوں کا پہلے والی امت میں پائے جانے کو بیان کرنا
- یہ بیان کرنا کہ رسالت کا ایک نام وحی بھی ہے
- جن چیزوں کا مشرکین نے مطالبہ کیا تھا ان مطالبات کے ظاہر نہ ہونے کو بیان کرنا مصلحت کلیت کی وجہ سے

سوال نمبر 20: مشرکین کے احوال کی موجودہ مثال کہاں ملے گی؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تمہیں مشرکین کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ان کے عقائد اور اعمال صحیح نہ لگتے ہوں تو تمہیں ہمارے دور کے تحریف کرنے والوں کو دیکھنا چاہیے بالخصوص ان لوگوں کو دار الاسلام کی اطراف میں رہتے ہیں ولایت کے بارے میں ان کے کیا خیالات ہیں اس کے باوجود کہ وہ اولیائے متقدمین کی ولایت کا اعتراف کرتے ہیں۔

ذکر الیہود

سوال نمبر 21: یہودی کس کتاب پر ایمان رکھتے تھے؟

یہودی تورات پر ایمان رکھتے تھے جو کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کی طرف سے عطا کی گئی تھی۔

سوال نمبر 22: یہودیوں کی گمراہیاں تحریر کریں۔

- تورات کے احکام میں تحریف لفظی یا معنوی تورات کی بعض آیات کو چھپانا۔
- تورات کے احکام پر افترا پردازی کرنا۔
- مذہبی تعصب میں شدت کا پایا جانا۔
- ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کرنا، آپ ﷺ کی بے ادبی اور آپ ﷺ پر طعنہ زنی کرنا۔
- بخل اور حرص جیسے رزائل اخلاق وغیرہ میں مبتلا ہونا۔

سوال نمبر 23: تورات میں تحریف کی وضاحت کریں نیز تحریر کی اقسام بھی تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

فرماتے ہیں فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ یہودی اصل تورات میں تحریف نہیں کرتے تھے بلکہ تورات کے تراجم وتفاسیر میں تحریف کرتے تھے یہی قول ابن عباس کا ہے۔اور تحریفِ معنوی تاویلِ فاسد کر کے کسی آیت کو سینہ زوری اور راہِ مستقیم سے انحراف کرتے ہوئے خلاف اصل معنی پر محمول کرنا ہے۔

تحریف لفظی :۔

لفظ وعدول کو اصل جگہ سے غیر کی طرف پھیرنے کا نام تحریف لفظی ہے۔

تعریف معنوی :۔

لفظ کے معنی مراد کو غیر معنی مراد پر فاسد تاویل کے ساتھ محمول کرنا تحکم کرتے ہوئے۔

تحریف معنوی کی مثال:

دین کی تصدیق کرنے والے مذھبی فاسق اور انکار کرنے والے کافر کے درمیان فرق بیان ہوا۔کافر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے عذاب شدید میں گرفتار ہوں گے فاسق شفاانبیاء کے ذریعے جہنم سے آزاد ہو جائیں گے یہ حکم ہر ملتہ میں واضح طور پر بیان ہوا۔اس حکم میں نجات وشفاعت کا دارومدار یہ تھا کہ ایمان لانااللہ تعالی اور آخرت کے دن پر پیغمبر کی اطاعت کو تصدیق کرنا تھا جو مبعوث ہوا ان میں یہ حکم عموم تھا کسی ایک فرقہ کو خاص نہ تھا لیکن یہودیوں کا گمان تھا کہ جو یہودی وعبرانی ہو گا وہ لازمی طور پر جنتی ہو گا انبیاء کرام کی شفاعت سے یھود عذاب جھنم سے نجات پائیں گے چندروز جھنم میں رہیں گے اگرچہ مذکورہ حکم ان کے لیے متحقق نہ تھا یھودیوں کا یہ گمان غلط تھا نص قرآنی کی وجہ سے۔اللہ تعالی نے فرمایا:

بلی من کسب سئیۃ واھاطت بہ خطئیۃ(الخ)

سوال نمبر 24: کتمان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی چند مثالیں تحریر کریں۔

یہودیوں کی آیات تورات کو چھپانے کی صورت یہ تھی کہ وہ بعض آیات اور احکام کو کسی بڑی عزت وشرف کی حفاظت یا کسی اعلیٰ منصب کی غرض سے چھپادیتے تھے تاکہ ان میں عوام کا اعتقاد زائل نا ہو جائے اور یہ لوگ ان آیات پر عمل ترک کر دینے سے نشانہ ملامت نا بن جائے۔اس کی کئی مثالیں ہین جن میں چند درج ذیل ہیں:

مثال اول:

تورات میں رجم کا حکم زنا کرنے والے کے لیے ثابت تھا لیکن یہودیوں نے اس کو چھپادیا اور اس کی جگہ کوڑوں اور منہ کالا کرنے کو قائم کیا صرف اور صرف اپنی رسوائی کے خوف سے۔

مثال ثانی :

وہ آیات جن میں حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہا السلام کو ان کی اولاد میں سے ایک نبی کے مبعوث ہونے کی بشارت اور ایک امت کا

وجود پذیر ہونے کا اشارہ کیا گیا تھا جو سر زمین حجاز میں ظاہر ہو کر ہر طرف پھیل جائے گی جس کی تلبینہ عرفات پہاڑ سے گونجیں گے یہ آیت تورات میں موجود تھی لیکن وہ اس کی یوں تاویل بیان کرتے تھے کہ ان آیات کے اندر صرف ملت کے وجود کی خبر ہے پیروی کا حکم نہیں اور احبارِ یہود بار بار یہ مقولہ دہرایہ کرتے تھے:

ملحمہ کتبت علینا

یہ کمزور تاویل سننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا نہ ہی اسے کوئی صحیح مانتا تھا پھر وہ آپس میں تاکیدات کرتے تھے کہ ان آیات کو چھپایا جائے ہر خاص و عام پر ظاہر نہ کیا جائے۔

سوال نمبر 25: یہودیوں کی تورات میں کی جانے والی افترا بازی اور اس کے اسباب تحریر کریں۔

اس کے 3 اسباب ہیں:

- تعمق اور تشدد کا ان کے علماء اور سرداروں کے اندر داخل ہونا۔
- بعض احکامات کا نصِ شارع کے بغیر استنباط کرنا۔
- بیہودہ اور کمزور رواجوں کو ظاہر کرنا۔

سوال نمبر 26: یہودیوں کے احکام تورات میں تساہل کے اسباب تحریر کریں۔

- یہودی تورات کے احکامات بجالانے میں سستی کیا کرتے تھے۔
- بخل اور حرص میں مبتلا تھے۔
- یہ کمینہ پن ان میں الگ رنگ سے ظاہر ہوا تھا۔
- تاویلاتِ فاسدہ کو صحیح قرار دینے کی کوشش کرنا۔

سوال نمبر 27: یہودیوں کا رسالت محمدی کو بعید از قیاس سمجھنے کے اسباب تحریر کریں۔

اسبابِ استعبادِ رسالت 4 ہیں:

- انبیائے کرام کی عادات اور احوال کا مختلف ہونا (شادیاں کم یا زیادہ کرنے میں)
- احکامات دین کا مختلف ہونا
- اللہ تعالی کا انبیاء کرام کے معاملات میں طریقے کا مختلف ہونا
- بنی اسماعیل میں سے نبی کا مبعوث ہونا جب کہ جمہور انبیاء بنی اسرائیل سے تھے

سوال نمبر 28: اصلاح عوام کے لیے انبیاء کرام نے کون سا راستہ اپنایا؟

اصل اس مسئلے میں یہ ہے کہ نبوت نصوص عالم کی اصلاح کے درجے میں ہوتی ہے اور لوگوں کی عادات اور عبادات کو درست کرنے میں ہوتی ہے کیونکہ ہر قوم کی عادات وعبادات مختلف ہوتی ہیں تو جب کوئی نبی اپنی نبوت کو لوگوں میں ظاہر کرتا ہے تو وہ نئے سرے

سے احکامات جاری نہیں کرتا بلکہ جو چیزیں اللہ کی رضا کے مطابق ہوتی ہیں اسے باقی رکھا ہے اور جس میں رب کی نافرمانی ہوتی ہے وہ انہیں بدل دیتا ہے انبیاء کرام کی شریعت کے مختلف ہونے کی اصل وجہ لوگ بھی ہے۔

سوال نمبر29: شریعتوں میں اختلاف کس چیز کی مانند ہے؟

شریعتوں میں یہ اختلاف طبیب کے علاج میں اختلاف کی مانند ہے جب وہ دو مختلف مریضوں کی تدبیر و تشخیص کرتا ہے تو ان میں سے ایک کے لیے سردوی اور غذائیں تجویز کرتا ہے اور دوسرے کے لیے گرم دوا اور غذا کا حکم دیتا ہے طبیب کی غرض دونوں کے علاج میں ایک ہی ہے اور وہ ان دونوں کی صحت کو بحال کرنا اور اس کے جسم سے فاسد مواد کے ازالہ کے سوا کچھ نہیں اسی طرح جب طبیب حقیقی جل مجدہ نے ان کے نفسانی مرض کا علاج کرنا چاہا اور قوت ملکیہ کو یت دینا اور ازالہ مفاسد منظور ہو تو ہر زمانے کی اقوام ان کی عادات ان کی مشہورات اور مسلمات میں اختلافات کی وجہ سے علاج بھی مختلف ہو گیا۔

سوال نمبر30: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کن کو یہودیوں سے تشبیہ دی ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو ان علماء سو کو دیکھ لو جو دنیا کے طالب اور اسلاف کی تکلیف کے پابند اور کتاب و سنت سے روگردانی کرنے والے ہیں اور کسی عالم کے تحمق اور سختی یا استحسان کو مستند مان کر معصوم شارع علیہ السلام کے کلام سے بے پرواہ ہو گئے ہیں اور موضوع احادیث اور فاسد تاویلات کو اپنے لیے نمونہ عمل بنا رکھا ہے غور کرو تم کہیں ان جیسے تو نہیں ہو گئے۔

ذکر النصاریٰ

سوال نمبر31: نصاری کس نبی کے پیروکار ہیں؟

نصاری سیدنا عیسی علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے۔

سوال نمبر32: نصاری کی گمراہیاں اجمالا بیان کریں۔

- نصاریٰ کی پہلی گمراہی یہ ہے کہ یہ رب تعالٰی کے تین اجزاء جو ایک اعتبار سے الگ اور ایک اعتبار سے متحد ہیں انہیں **اقانیمِ ثلاثہ** کا نام دیتے ہیں۔
- نصاریٰ کی دوسری گمراہی یہ ہے کہ وہ عیسیؑ کے شہید کیا ہوا گمان کرتے ہیں۔
- نصاریٰ کی تیسری گمراہی یہ ہے کہ یہ فارقلیط سے عیسیٰؑ کو مراد لیتے ہیں۔

سوال نمبر33: نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔

ان کا عقیدہ تھا وہ کہتے تھے کہ بیٹے کی شخصیت نے عیسیٰ علیہ السلام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے یعنی بیٹا عیسی علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہو گا جس طرح جبرئیل علیہ السلام روحی اور بشری صورت میں ظاہر ہوتے ہیں وہ کہتے تھے کہ عیسی علیہ السلام خدا ہیں خدا کا بیٹا بھی آپ پر احکام بشریت اور الھیہ ایک ساتھ جاری ہوتے ہیں وہ استدلال اس طرح کرتے تھے کہ انجیل میں لفظ ابن آیا ہے اس سے مراد عیسی علیہ السلام ہیں اور آپ نے بعض افعال الھیہ کو اپنی طرف منسوب بھی کیا ہے۔

اشکال اول کا جواب:

ابن اللہ سے مراد یہ ہے کہ عیسی علیہ السلام کے کلام میں تحریف نہیں ہے قدیم زمانے میں لفظ ابن مقرب محبوب مختار کے معنی میں مستعمل تھا

اشکال ثانی کا جواب:

(۱) دوسرا جواب بر سبیل حکایات ہے وہ اس طرح کہ جس طرح ایک بادشاہ اپنے وزراء کو کسی ملک کی طرف بھیجتا ہے وہ اسے فتح کریں تو وہ کہتے ہیں ہم نے قلعہ فتح کیا حقیقت میں معنی راجع ہوتا بادشاہ کی طرف وہ تو محض ترجمان ہوتے ہیں

(2) دوسرا یہ بھی احتمال لگتا ہے وحی کا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہونا یہ معانی کا نقش ہونا تھا عیسی علیہ السلام کے دل کی تختی میں عالم اعلی کی جانب سے تو لہذا جبرئیل علیہ السلام کے مماثل نہ ہوئے صورۃ بشریت اور القاء کلام میں تو اس طرح کے کئی احکامات ہیں جو یہ خبر دیتے ہیں کہ یہ افعال آپ نے اپنی طرف منسوب کیے حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

سوال نمبر 34: نصاری کے عقیدہ مصلوبِ عیسیٰؑ کی وضاحت کریں اور اس کا رد تحریر کریں۔

نصاریٰ کی گمراہیوں مین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو قتل کر دیا گیا۔

اس عقیدہ کا رد:۔

یہ خلاف واقعہ بات ہے۔ انہیں اس امر میں اشتباہ اور التباس ہو گیا تھا جس سے انہوں نے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کو قتل سمجھ لیا تھا اور وہ اس غلط روایت کو نسل بعد نسل مسلسل نقل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر کی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ

ترجمہ: حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ انہیں سولی چڑھایا مگر (ہوا یہ کہ) ان کے لئے (کسی کو عیسی کا) ہم شکل بنادیا گیا۔

سوال نمبر 35: فارقلیط کے بارے میں نصاری کا عقیدہ کیا تھا اور اس کا رد تحریر کریں۔

ان کی گمراہیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ فارقلیط موعود خود عیسیٰؑ ہیں۔ جو قتل ہو جانے کے بعد اپنے حواریوں کے پاس آئے اور ان کو انجیل کی اتباع کی وصیت فرمائی۔

اس عقیدہ کا رد:۔

قرآن مجید نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی بشارت ہمارے نبی پر صادق آتی ہے نہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی روحانی صورت پر کیونکہ انجیل میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ فارقلیط تم میں طویل مدت تک رہ کر علم سکھائے گا اور لوگوں کا تزکیہ نفس کرے گا۔ یہ ہمارے نبی ﷺ کے سوا اور کسی سے ظاہر نہیں ہوئی، عیسی علیہ السلام کا نام ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کی نبوت کی تصدیق کریں نہ یہ کہ ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہے۔

سوال نمبر 36: شاہ ولی اللہ نے کن کو نصاری سے تشبیہ دی ہے؟

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ اگر تم نصاریٰ کی مثال اپنی قوم میں دیکھنا چاہو تو آج مشائخ اور اولیاء کی اولاد کو دیکھ لو وہ اپنے آباواجداد کے بارے میں کس قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور کہاتک ان کی کلابے ملاتے ہیں۔

ذکر المنافقین

سوال نمبر 37: منافقین کی اقسام مع تعریفات تحریر کریں۔

منافقین کی دو اقسام ہیں:

- ایک گروہ وہ ہے جو اپنی زبان سے کلمہ طیبہ کہتے ہیں مگر ان کا دل کفر پر مطمئن ہے اور کفر وجود کو اپنے دل میں چھپاتے ہیں۔
- دوسرا گروہ جس نے اسلام قبول کیا مگر ان کا ایمان کمزور ہے۔

سوال نمبر 38: عملی نفاق کی کتنی صورتیں ہیں تحریر کریں۔

عملی نفاق کی درج ذیل صورتیں ہیں:

- کچھ وہ ہیں جو اپنی قوم کی موافقت کرتے تھے اگر قوم ایمان پر ثابت قدم ہے تو وہ بھی ثابت قدم رہے اور اگر قوم نے کفر اختیار کیا تو وہ بھی کفر کی طرف لوٹ گئے۔
- کچھ وہ ہیں کہ جن کے دل دنیاوی لذات کی اتباع سے بھر گئے ہیں کہ ان کے دلوں میں ایمان کے لیے جگہ ہی نہیں بچی۔
- کچھ وہ ہے جن کے دلوں میں مال کی حرص حسد اور کینہ جیسے رضائے اس قدر بڑھ گئے کہ ان کے دلوں میں مناجات کی حلاوت ایمان اور عبادات کی برکات کے لیے کوئی جگہ ہی نہیں بچی۔
- کچھ وہ بھی ہیں جو معاشی معاملات میں اس قدر مشغول ہو گئے تو ان کے پاس اخرت کی تیاری کے لیے فرصت ہی نہیں تھی۔
- کچھ وہ ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کے بارے میں اپنے دلوں میں بے ہودہ خیالات اور شبہات رکھتے تھے اگرچہ وہ اس حد تک نہ پہنچے تھے کہ وہ اسلامی خوف کو اپنی گردنوں سے اتار پھینکیں اور وہ کلی طور پر ان سے الگ ہو جائیں۔
- کچھ وہ ہیں جن پر ان کے قبائل اور خاندان کی محبت کا اس قدر غلبہ تھا کہ اپنی تمام توانائیوں کو ان کی مدد تطویت اور تائید پر صرف کرتے تھے اگرچہ وہ اہل اسلام کے خلاف کی کیوں نہ ہو۔

سوال نمبر 39: اقسام نفاق پر مطلع کیسے ہوا جا سکتا ہے؟

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد نفاق کی پہلی سورت کا علم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ امور غیبیہ میں سے ہے اور دلوں کے مخفی خیالات پر اطلاع ممکن نہیں جبکہ نفاق کی دوسری قسم ہمارے زمانے میں یقینا کثرت سے پائی جاتی ہے حدیث مبارکہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس میں یہ چار علامتیں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے گا جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا جب وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا جب جھگڑا کرے گا تو گالی بکے گا۔

سوال نمبر 40: مومن اور منافق کی توجہ کا مرکز کیا چیز ہوتی ہے؟

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

منافق کی توجہ کا مرکز اس کا پیٹ ہے اور مومن کی توجہ کا مرکز اس کی سواری ہے۔

سوال نمبر 41: موجودہ زمانے میں کون سا نفاق زیادہ ہے؟

موجودہ زمانے میں نفاق کی دوسری قسم کثرت سے پائی جاتی ہے۔

سوال نمبر 42: قرآن مجید میں منافقین کے احوال بیان کرنے کا کیا مقصد ہے؟

اللہ تعالی نے قران مجید میں منافقین کے عیوب واعمال کو خوب اشکار کیا ہے اور ان دو گروہوں کے احوال کے بارے میں بہت سی چیزیں بیان فرمائی ہیں تاکہ ساری امت ان سے اجتناب کرے۔

سوال نمبر 43: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک منافقین کی مثال کیسی ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اگر تمہیں ان منافقین کے نمونے دیکھنے کا شوق ہے تو امرا کی مجالس میں جا کر ان کے مصاحبین اور دوستوں کو دیکھ لو جو امراء کی رضاو خوشنودی کو اللہ کی رضا پر ترجیح دیتے ہیں۔

سوال نمبر 44: کیا قرآن صرف مخصوص زمانے کے لیے ہے؟

جب قاری قران کی تلاوت کرے تو یہ گمان نہ کرے کہ مباحثہ ایک قوم سے تھا جو گزر گئی ایسا ہر گز نہیں بلکہ زمانہ ماضی کی کوئی آزمائش ومصیبت ایسی نہ تھی جس کی مثالیں آج موجود نہ ہوں جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

یقیناً تم نے اپنے سے پہلے لوگوں کے جاری ہونے والے طریقوں کی پیروی کی۔

الفصل الثانی: باقی علومِ پنجگانہ کے مباحث

سوال نمبر 45: تذکیر بآلاء اللہ پر قرآن کا اسلوب کیا ہے؟

اللہ تعالی نے جب اپنی نعمتوں کو بیان کرنا چاہا تو ان نعمتوں کو اختیار فرمایا جو ہر ایک کی عقل میں آجائے چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی ہو، عربی ہو یا عجمی ہو وغیرہ ہر قسم کے جو افراد ہیں ان کے فہم کے مطابق جو نعمتیں نشانیاں ہیں اللہ پاک نے انہیں بیان کرنے کے اندر اختیار فرمایا ان کو چنا اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے جو نعمتیں بیان کی ہیں وہ ایسی مخصوص نہیں جو علماء انبیاء کے ساتھ ہو جیسے آسمان سے پانی نازل کرنا، نباتات پھل پیدا کرنا وغیرہ۔

سوال نمبر 46: اللہ تعالی نے اپنی ذات وصفات کو کس انداز میں بیان فرمایا؟

اللہ تعالی نے اپنی ذات کا تذکرہ اجمالاً فرمایا اس لیے کیونکہ اللہ تعالی کی ذات کا علم تمام بنی آدم میں جاری ہے۔ لہذا اعتدال کے قریب اور قابل رہائش علاقوں میں رہنے والے لوگ اللہ تعالی کی ذات کا انکار نہیں کرتے جبکہ صفات الہیہ ان میں اپنی رائے کے مطابق تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں لیکن ان کی معرفت بہت ضروری ہے اگر صفات الہیہ کی معرفت نہیں ہو گی تو رب کی ذات کی معرفت حاصل نہیں ہو گی جو کہ انسانوں کی اصلاح کرنے میں سب سے زیادہ نفع مند ہے اسی وجہ سے اللہ پاک نے اپنی ان صفات کو اختیار فرمایا جن

صفات کو وہ لوگ جانتے ہیں وہ صفات ایسی ہیں جن صفات پر وہ آپس میں مدح کرتے ہیں اور اُن صفات کو اختیار نہیں فرمایا جس کی وجہ سے عقائد باطلہ کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 47: اللہ تعالی کی ابدی صفات کے بارے مصنف نے کیا فرمایا؟

اگر آپ صفات الٰہیہ میں گہری نظر اور غور وفکر کروگے تو اس بات کو تسلیم کروگے کہ ان کی معرفت میں اپنی طرف سے کلام اور جو چاہا ثابت کر دیا اس کی اجازت نہیں کیونکہ یہ علم توقیفی ہے لہذا اللہ تعالی کی صفات سے کیا مراد ہے ان کو احادیث کی روشنی میں علم تفسیر میں بہت زیادہ احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔

سوال نمبر 48: تذکیر بایام اللہ سے کیا مراد ہے؟

اللہ تعالیٰ کی قدرت، عظمت اور ان انعامات یا عذابوں کی یاددہانی کرانا جو اس نے مختلف اوقات میں اپنی مخلوق پر نازل کیے۔

سوال نمبر 49: تذکیر بایام اللہ کے متعلق قرآن کا اسلوب کیا ہے؟

اللہ تعالی نے جن واقعات کو ذکر فرمایا ہے جیسے مسلمانوں کی نعمتوں کا تذکرہ، نافرمانوں کے عذاب کا تذکرہ، قوم نوح عاد وثمود وغیرہ کا تذکرہ یہ واقعات ایسے تھے کہ جن سے اہلِ عرب مانوس تھے یہ چیزیں اللہ تعالی نے اجمالاً بیان فرمایا اس وجہ سے کہ یکے بعد دیگرے جو جو قومیں آئی گئی تو بعد والی دوسری کو وہ واقعات بیان کرتی رہی قرآن کریم نے ان کو اجمالاً بیان فرمایا تفصیلاً بیان نہیں فرمایا اگر ان قصوں کو تفصیلاً بیان کرتے تو قرآن کریم کا مقصد اصلی اصلاح کرنا حاصل نہ ہوتا اور لوگوں کی توجہ قصوں کی طرف ہو جاتی اس وجہ سے ان قصوں کو بیان فرمایا جن سے وہ مانوس تھے ان کو اجمالاً ذکر کیا تاکہ وہ قصوں کی طرف مشغول نہ ہوں۔

سوال نمبر 50: قرآن مجید میں قصوں کے بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

اللہ تعالی نے ان مشہور قصوں کو جامع انداز میں بیان فرمایا ہے جو تذکیر ونصیحت میں نفع بخش ہیں۔

سوال نمبر 51: کون سے قصے قرآن مجید میں متکرر بیان ہوئے ہیں؟

وہ قصے جو قرآنِ حکیم میں بار بار بیان ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- آدم علیہ السلام کی تخلیق کا قصہ اور ملائکہ کا آپ کو سجدہ کرنے کا قصہ شیطان کے سجدہ نہ کرنے کا قصہ شیطان کے ملعون ہونے کا قصہ پھر بنی آدم کو گمراہ کرنے میں کوشش کرنے والا قصہ۔
- حضرت نوح، ہود، صالح، ابراہیم لوط اور شعیب علیہم السلام کا اپنی قوم کے ساتھ مخاصمہ کرنے کا قصہ۔
- موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ، اپنی قوم کے ساتھ، بنی اسرائیل کے بیوقوفوں کے ساتھ والا قصہ۔
- سلیمان اور داؤد علیہما السلام کی خلافت کا قصہ۔
- یونس اور ایوب علیہما السلام کی آزمائش کا قصہ۔

سوال نمبر52: کون سے قصے قرآن حکیم میں بغیر تکرار کے (فقط ایک یا دو مرتبہ) بیان ہوئے ہیں؟

وہ قصے جو قرآنِ حکیم میں فقط ایک یا دو مرتبہ بیان ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

- ادریس علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا قصہ۔
- ابراہیم ؑ کا نمروہ کے ساتھ مناظرے کا قصہ، پرندوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ اور اپنے اکلوتے بیٹے کا قربان کیے جانے کا قصہ
- حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔
- حضرت موسیٰ کی ولادت، انہیں دریائے نیل میں ڈالنا، قبطی کا قتل ہونا، مدین کی طرف سفر کرنا، وہاں شادی کرنا، درخت پر آگ کا دیکھنا، درخت سے کلام کرنے کا واقعہ، گائے کو ذبح کرنے والا قصہ۔
- قصہ ملکہ بلقیس
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے ملاقات کا قصہ۔
- طالوت و جالوت کا قصہ۔
- قصہ ذوالقرنین
- قصہ اصحاب فیل

سوال نمبر53: تذکیر بالموت وما بعدہ سے کیا مراد ہے؟

لوگوں کو موت اور اس کے بعد آنے والے مراحل (قبر، برزخ، قیامت، حساب، جنت و جہنم) کی یاد دہانی کروانا تذکیر بالموت وما بعدہ کہلاتا ہے۔

- اس میں انسان کی کیفیت جو موت کے وقت ہوتی ہے اس کا بیان ہے۔
- اس گھڑی میں بندے کے عاجز ہونے کا بیان ہے۔
- موت کے بعد جنت و دوزخ کے پیش ہونے کا بیان ہے۔
- قیامت کی نشانیاں کا بیان ہے۔

سوال نمبر54: مباحث احکام کی بابت الفوز الکبیر میں کیا قاعدہ بیان ہوا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ملت ابراہیمی کے ساتھ مبعوث فرمایا تو اس بات کا تقاضا یہ تھا کہ تمام احکام ملت ابراہیمی کے ساتھ باقی ہوں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو سوائے تین چیزوں کے اور وہ یہ ہیں:

- حکم کی تخصیص کرنا
- اوقات کے تعین کرنا

- تشریح حدود وغیرہ

اور جب اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہوئی کہ وہ حضور ﷺ کے ذریعہ اہل عرب اور اہل عرب کے ذریعے اہل عالم کی اصلاح و تہذیب ہو تو لازم ہوا کہ شریعت اسلامیہ کا مادہ اہل عرب کے رسومات کے مطابق ہو۔

سوال نمبر55: دین حنیف کی عبادات میں سستی و فتور کے اسباب تحریر کریں نیز ان کی اصلاح کے بارے اسلوب قرآن تحریر کریں۔

دینِ حننیف کی عبادات میں سستی و فتور کے اسباب درج ذیل ہیں:

- احکامات بجالانے میں سستی کرنا۔
- اکثر لوگوں کا ان احکامات سے واقف نہ ہونا۔
- ان احکامات میں اہل جاہلیت کی تحریف کا داخل ہونا۔

اسلوب قرآن:

قرآن کریم نے ان کے تمام نقص خلل کی اصلاح کی اور انہیں اچھی طرح درست کیا۔

سوال نمبر56: قرآن مجید میں جن مسائل کو اجمالا بیان کیا گیا ہے ان کی تفصیل کہاں سے ملتی ہے؟

قرآن کریم میں بعض مسائل اجمالاً بیان ہوئے ہیں سنت رسول ﷺ اس کی تفصیل بیان کرتی ہے:

- نماز کا ذکر قرآن کریم میں اجمالاً ہے۔اقامت الصلاۃ کے ساتھ آیا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی۔
- اسی طرح آپ ﷺ نے اذان، مساجد کی تعمیر، جماعت اور اوقاتِ نماز ان کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔
- اسی طرح زکوۃ کا حکم قرآن مجید میں اختصار کے ساتھ ہے نبی ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی۔

سوال نمبر57: قرآن مجید میں کن مسائل کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے؟ تحریر کریں۔

ایسے مسائل جن کو قران مجید میں تفصیلا بیان کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

- روزے کے مسائل سورہ بقرہ میں۔
- حج کے مسائل سورہ بقرہ اور سورہ حج میں۔
- جہاد کے مسائل سورہ بقرہ میں اور سورہ انفال میں۔
- سزاؤں کے مسائل سورہ ماءدہ اور نور میں۔
- وراثت کے مسائل سورہ نساء میں۔
- نکاح و طلاق کے مسائل سورہ بقرہ، سورہ نساء اور سورہ طلاق میں۔

سوال نمبر58: قرآن مجید میں وہ مقامات جو حوادث وواقعات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کون سے ہیں؟

وہ مقامات درج ذیل ہیں:

- ایسے حادثے کا پیش آنا جن میں مومنین کا اپنی جان پیش کرنا منافقین کا خرچ کرنے میں بخل کرنا ہو۔
- ایسے واقعے کا پیش آنا جو کہ دشمنوں پر مدد کرنے کے قبیل سے ہو۔
- ایسی حالت کا پیش آنا جو کہ تنبیہ زجر تعریض امر نہی کی طرف محتاج ہو۔

سوال نمبر59: قرآن کریم میں کون سے واقعات کو اشارۃ (تعریضاً) بیان کیا گیا ہے؟

- قصہ بدر کو اشارۃ سورۃ الانفال میں۔
- قصہ احد کو اشارۃ سورۃ آل عمران میں۔
- قصہ خندق کو اشارۃ سورۃ الاحزاب میں۔
- صلح حدیبیہ کو اشارۃ سورۃ فتح میں۔
- قصہ بنو نضیر اشارۃ سورہ حشر میں
- سریہ کی تحریم کا قصہ اشارۃ سورۃ تحریم میں۔
- قصہ مسجد ضرار اشارۃ سورۃ براءۃ میں۔

الباب الثانی: اہل عصر کے لحاظ سے نظمِ قرآن کے معانی میں وجوہِ خفاء کا بیان

اور نہایت وضاحت کے ساتھ اس خفاء کا ازالہ

سوال نمبر60: نظم قرآن کے معانی میں خفاء کے اسباب تحریر کریں۔

نظم قرآن کے معانی میں خفاء کے اسباب درج ذیل ہیں:

- قرآن کریم کا نزول خالص عربی زبان میں ہوا اہل عرب اپنی فطری جبلی اور ذوق سلیم کی مدد سے اس کے معنی منطوق و مدلول اور اس سے مراد مفہوم کو عموماً سمجھ لیا کرتے تھے۔
- شارح کی مرضی ہے کہ متشابہات قرآن کی تاویل حقائق صفات الٰہی کے مبہم امور کی تعیین حکایات اور قصص کی تفصیلات کے احاطے اس طرح کے دیگر امور میں زیادہ غور و فکر نہ کرے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کے بہت کم سوالات ہوئے جس کی وجہ سے سے مرفوع احادیث بہت کم ہے۔

سوال نمبر61: فہم قرآن میں دشواری کے اسباب کیا ہیں؟ الفوز الکبیر سے جواب تحریر کریں۔

- لفظ غریب کے استعمال کی وجہ سے
- ناسخ و منسوخ نہ جاننے کی وجہ سے۔
- سبب نزول سے واقف نہ ہونا۔
- مضاف یا موصوف کے حذف کی وجہ سے۔
- ایک چیز کا دوسری چیز یا ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدلنے کی وجہ سے۔
- مقدم کی جگہ موخر اور موخر کی جگہ مقدم کے ذکر کرنے کی وجہ سے۔
- تکرار اور اطناب کی وجہ سے۔

الفصل الاول: غرائب القرآن کی شرح کا بیان

سوال نمبر62: غرائب القران کی شرح میں بہترین روایت کون سی ہے؟

غرائب القرآن کی سب سے بہترین شرح عبداللہ ابن عباس کی ابن ابی طلحہ کے طرق سے ہے۔امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اسی طریق پر اعتماد کیا۔

پھر حضرت ابن عباس کی روایات جو ضحاک کی سند سے مروی ہیں۔اور وہ جوابات جو آپ نے نافع بن ازرق کے سوالات کے دیے تھے۔علامہ جلال الدین نے اپنی کتاب الاتقان میں تینوں ان سندوں کو بیان کیا ہے۔

سوال نمبر 63: کیا متقدمین لفظ کی تفسیر اس کے لازم معنی سے کرتے تھے؟

صحابہ وتابعین نے کبھی لفظ کی تفسیر اس کے لازمی معنی کے ساتھ کی ہے، اور بعد میں آنے والے مفسرین نے لغت کی اتباع اور مواقع استعمال کو جانچنے کے لئے اس قدیم تفسیر کی پیروی کر سکتے ہیں۔

الفصل الثانی: ناسخ ومنسوخ کا بیان

سوال نمبر 64: علم تفسیر میں ناسخ ومنسوخ کے دشوار ہونے کی وجہ کیا ہے؟

علم تفسیر میں ناسخ ومنسوخ ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جس کے اندر کثیر بحثیں اور بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں ناسخ ومنسوخ کو سمجھنے میں سب سے زیادہ قوی اور مشکل وجہ متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح کا باہمی اختلاف ہے۔

سوال نمبر 65: متقدمین نسخ کو کس معنی میں استعمال کرتے ہیں اور ان کے نزدیک نسخ کا معنی کیا ہے؟

متقدمین نسخ کو اس کے لغوی معنی میں استعمال کرتے تھے۔ یعنی ایک شے کا دوسری شے سے ازالہ کرنا۔

سوال نمبر 66: اصولیین کے ہاں نسخ کا معنی کیا ہے؟

اصولیین کے ہاں نسخ کا معنی ایک آیت کے بعد اوصاف کا دوسری آیت سے ازالہ کرنا ہے خواہ وہ ازالہ:

- مدت عمل کی انتہا کے بیان سے ہو یا کلام کو اس کے قابل فہم معنی سے نا قابل فہم معنی کی طرف پھیرنے سے ہو۔
- یا اس بیان سے کہ کلام میں کہہ دی اتفاقی تھی۔
- یا لفظ عام کو خاص کرنے سے۔
- یا امر منصوص اور مقیس علیہ ظاہری میں فرق بیان کرنے سے۔
- یہاں سابقہ شریعت سے کسی حکم کا ازالہ ہو۔

سوال نمبر 67: متاخرین کے نزدیک نسخ کا کیا معنی ہے؟

متاخرین کی اصطلاح میں منسوخ شارع کا حکم شرع کو اٹھانا ہے۔

سوال نمبر 68: متقدمین اور متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد کتنی ہے؟

متقدمین:۔

متقدمین کے ہاں نسخ کا موضوع بہت وسعت رکھتا ہے اس لیے ان کے ہاں منسوخ آیات کی تعداد 500 تک ہے۔

متاخرین:۔

متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد تقریبا 20 ہے۔

سوال نمبر 69: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک منسوخ آیات کتنی ہیں؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک پانچ صرف پانچ آیات منسوخ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1. سورہ انفال کی آیت نمبر 65:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہاں حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کفار پر غالب رہے گا۔

نسخ:۔

اگلی آیت (8:66) میں اس تخفیف ہوئی کہ اب ایک مسلمان دو کفار کے مقابلے میں ٹھہر سکے گا۔

2. سورہ مجادلہ کی آیت نمبر 12:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً

صحابہ کرام کو حکم تھا کہ نبی ﷺ سے سرگوشی یا خاص بات کرنے سے پہلے صدقہ دیں۔

نسخ:۔

یہ حکم اگلی آیت (58:13) سے منسوخ ہو گیا، صرف نرمی ور عایت باقی رہی۔

فائدہ:۔

اس آیت پر عمل کرنے کا شرف صرف حضرت علیؓ کو حاصل ہوا تھا۔اس کے بعد یہ آیت مبارکہ منسوخ ہو گئی تھی۔

3. سورہ بقرہ کی آیت نمبر 180:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

ابتدا میں وراثت کے لیے وصیت کرنا لازم تھا۔

نسخ:۔

سورہ نساء کی آیت نمبر 11 کی آیاتِ میراث نازل ہونے کے بعد وصیت کی فرضیت منسوخ ہو گئی، اب میراث مقرر حصوں کے مطابق ہے۔

4. سورہ احزاب کی یہ آیت:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ ... وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

اس آیت میں نبی ﷺ کے لیے مخصوص نکاح کی رخصت تھی۔

نسخ:۔

سورہ احزاب ہی کی آیت (33) میں ان رخصتوں کو محدود کر دیا گیا۔

5. سورۃ مزمل کی یہ آیت:

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا * نِصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا

شروع میں رات کا زیادہ حصہ قیام اللیل (نماز) کے لیے لازم تھا۔

نسخ:۔

سورہ مزمل ہی کی آیت نمبر 20 میں یہ تخفیف کر دی گئی، اب تہجد نفل ہے، فرض نہیں۔

سوال نمبر 70: وہ کون سی آیات ہیں جو متاخرین کے نزدیک منسوخ ہیں لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک منسوخ نہیں؟

وہ آیات درج ذیل ہیں:

1. (احل لکم لیلۃ الصیام) والی آیات متاخرین کے نزدیک کما کتب والے قول کے ساتھ منسوخ ہے شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک نہیں۔اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ:
   کما کتب والی آیت میں نفس وجوب میں تشبیہ ہے لہذا یہ منسوخ نہیں۔
2. (الذین عقدت ایمانم) یہ (واولو الارحام) کے ساتھ منسوخ ہے لیکن شاہ ولی اللہ صاحب صاحب کے نزدیک منسوخ نہیں وجہ فرماتے ہیں ظاہری روایت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس میں میراث موالی کے لئے ہے براور صلہ مولی الموالات کے لئے ہے لہذا یہ منسوخ نہیں۔
3. (ولا الشھر الحرام) یہ آیت منسوخ ہے قتال کے مباح ہونے کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک منسوخ نہیں وجہ فرماتے ہیں میں نے قرآن کریم اور سنت صحیحہ میں اس کا ناسخ نہیں پایا۔

سوال نمبر 71: امام سیوطی نے ابن عربی کی موافقت کرتے ہوئے کتنی آیات کو منسوخ قرار دیا ہے؟

علامہ سیوطی نے ابن عربی کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

21 آیات منسوخ ہیں ۔ گو ان میں سے بعض میں اختلاف ہے اور ان کے علاوہ کسی اور آیت کے لیے نسخ کا دعوی صحیح نہیں اگر آیت استیذان (النور:58) اور آیت قسمۃ الاحکام (النساء 8) میں عدم نسخ مانیں تو یہ 19 ہیں۔

الفصل الثالث: اسبابِ نزول کی معرفت

سوال نمبر 72: اسباب نزول کی معرفت کو علم تفسیر میں کیوں دشوار سمجھا جاتا ہے؟

اسباب نزول کی معرفت کا شمار علم تفسیر کے دشوار ترین مسائل میں سے ہیں اس میں بعض اشکال کی وجہ متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح میں اختلاف ہے۔

سوال نمبر 73: صحابہ وتابعین نزلت فی کذا کو کس معنی میں استعمال کرتے تھے؟

صحابہ کرام اور تابعین کے استقرار سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ نزلت فی کذا صرف اس قصے کو بیان کرنے کے لیے نہیں بولتے تھے جو نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا یا جو نزول آیہ کا سبب ہو بلکہ بسا اوقات وہ بات جس واقعے پر صادق آتی تو وہ اس طرح کہتے تھے چاہے وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوا یا جو بعد میں ہوا ہو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عہد نبی میں کوئی واقعہ پیش آیا اور اس آیت کو اس موقع پر تلاوت کیا ہو تو ایسے واقعات کو بیان کرتے ہوئے وہ نزلت فی کذا کہہ دیا کرتے تھے۔

سوال نمبر 74: صحابہ وتابعین نزلت فی کذا کی جگہ اور کون سے الفاظ استعمال کرتے تھے؟

صحابہ کرام کبھی کبھار نزلت فی کذا کی جگہ فانزل اللہ تعالیٰ قولہ کذا یا صرف فنزلت استعمال کرتے تھے۔ ان کا یہ کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ کا کسی آیت کے حکم سے استنباط اور آپ ﷺ کے قلب مبارک میں اس وقت اس آیت کا القاء بھی وحی اور دل میں القاء کی ایک قسم ہے۔

سوال نمبر 75: محدثین کی وہ کون سی روایات ہیں جو اسباب نزول میں سے نہیں ہے؟

مفسرین کئی ایسی چیزیں ذکر کرتے ہیں جو اسباب نزول سے نہیں وہ یہ ہیں:

- اپنی مباحثوں میں صحابہ کرام کا کسی آیت کو بطور استشہاد پیش کرنا۔
- نبی کریم صلی اللہ وسلم کا اپنے کلام کے لیے کسی آیت کو بطور استشہاد تلاوت کرنا۔
- موضع نزول کی تعیین کرنا۔
- قرآن کریم میں مبہم اسماء کی تعیین کرنا۔
- کسی قرآنی کلمے کا تلفظ بیان کرنا۔

سوال نمبر 76: اسباب نزول میں مفسر پر کتنی چیزوں کی معرفت حاصل کرنا شرط ہے؟

اسبابِ نزول میں مفسر پر دو چیزوں کی معرفت لازم ہے:

1. ان قصوں کی معرفت جو قرآنی آیات کو بطور تعریض متضمن ہو۔

2. ان قصوں کی معرفت جو عام کو خاص کرنے کا فائدہ دے۔

سوال نمبر 77: انبیاء کے قصوں کی تفصیل کہاں سے لی گئی؟

انبیاء کرام کے قصے حدیث میں بہت کم ہیں اور دوسرے طویل قصے جس کی روایت کے مفسرین مکلف ہوتے ہیں وہ تمام کی تمام اھل کتاب (یہودی یا عیسائی) سے منقول ہیں۔

سوال نمبر 78: اہل کتاب کی روایات کے بارے کیا حدیث مروی ہے؟

صحیح بخاری میں مرفوع مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

تم اہل کتاب کی نا تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو۔

سوال نمبر 79: نزلت فی کذا کا دوسرا معنی تحریر کریں۔

بسا اوقات صحابہ کرام و تابعین عظام مشرکین و یہود کے مذہبی قصوں کو جزئی طور پر بیان کرتے تھے تاکہ یہود و مشرکین کے عقائد و عادات واضح ہو جائیں پھر وہ کہتے تھے نزلت الآیۃ فی کذا اور وہ قصے سے یہ مراد لیتے تھے کہ یہ قصہ اسی قبیل سے نازل ہوا۔ چاہے وہ قصہ عین کے ساتھ خاص ہو یا تشابہ ہو یا قریب ہو۔ مقصود صورۃ بیان کرنا ہے نہ کہ قصہ اور یہ صورۃ امور کلیہ پر صادق آتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مفسرین کے اقوال جگہ جگہ الگ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 80: سعادت اور شقاوت کو بیان کرنے میں اسلوبِ قرآن تحریر کریں۔

صورۃ سعادۃ:۔

جس میں اوصاف سعادہ ہوں۔

صورۃ شقاوۃ:۔

جس میں اوصاف شقاوۃ ہوں۔

یہ تمام صورتیں سعادۃ و شقاوت والی آیتوں میں نزول خاص ہوتا ہے جبکہ حکم عام ہوتا ہے اس پر کثیر آیتیں وارد ہیں جیسے :

ولا تطع کل حلاف مھین۔ اس آیت کا نزول ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے لیکن آج کے دن بھی قسم اٹھانے والے پر یہ آیت منطبق ہو گی اور حکم جاری ہو گا۔

سوال نمبر 81: کیا تفسیر میں سوال و جواب ضروری ہیں؟

قرآن کریم کے اندر ظاھر الورود شبہ کا ازالہ یا قریب الفہم سوال کا جواب دیا جاتا ہے اس کا مقصد کلام سابق کی تشریح ہے نہ کہ یہ سوال واقعتاً سائل کا ہوا س زمانے میں اور کثیر صورتوں میں صحابہ کرام اس مقام کی پختگی کی وجہ سے بطور سوال فرض بھی کرتے تھے پھر سوال وجواب کی صورۃ میں اس مقام کی تشریح کرتے ہیں۔

سوال نمبر82: صحابہ کرام تقدم وتاخر سے کیا مراد لیتے تھے؟

بسااوقات صحابہ کرام دو آیتوں کے مابین تقدم اور تاخر کو بیان کرتے تھے مراد تقدم رتبی ہے زمنی نہیں جیساکہ ابن عمر کا قول ہے اس آیت کے بارے میں :

والذین یکنزون الذھب والفضۃ

مذکورہ آیت زکاۃ کے حکم سے پہلے نازل ہوئی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے زکاۃ کے ذریعے مال کو پاک کرنے والا بنا یااس سے بھی بات معلوم ہوئی کہ **سورۃ براءۃ** سب سے آخر میں نازل ہوئی تو لہذا زکاۃ کے حکم کا پہلے آنااور زکاۃ کی آیت کا بعد میں آنا اس سے مراد رتبہ ہے اگرچہ آیت بعد میں نازل ہو۔ لہذا عبداللہ بن عمر کے قول کا مطلب یہ تھا کہ :

اجمال رتبۃً تفصیل پر مقدم ہوتا ہے۔

سوال نمبر83: اسباب نزول کے بارے میں مفسر پر کتنی چیزوں کی ذمہ داری ہے؟

اسبابِ نزول کے بارے میں مفسر پر دو چیزوں کی ذمہ داری ہے :

- غزوات وغیرہ کہ جن بعض خصوصی واقعات کی طرف آیات قرآن میں ارشاد ہوااور اس کی طرف اشارہ بھی ہو اس کا اعلم (بہت زیادہ علم رکھتا) بھی ہو۔
- بعض قیود کے فوائد بعض مواقع کے اسباب کا علم ضروری ہے جو اسباب نزول جاننے پر موقوف ہو۔

سوال نمبر84: فن توجیہ سے کیا مراد ہے؟

توجیہ کا معنی:۔

توجیح سے مراد ہے سبب کلام کو بیان کرنا۔

فن التوجیہ:۔

- کبھی کبھی آیات میں سے دو آیتوں میں ظاہری شبہہ پیدا ہوتا ہے صورۃ بعید کی وجہ سے۔
- اور کبھی دو آیتوں کے مابین تناقض بھی واقع ہوتا ہے اور آیت کے مصداق میں سامع یعنی ذھن مبتدی میں اشکال پیدا ہوتا ہے۔
- قیودات میں سے کسی قید کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے پھر جب مفسر ان تمام چیزوں کو حل کرے تو اسے توجیہ کا نام دیا جاتا ہے۔

مثال:۔

- **فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساءلون**
- **فاقبل بعضھم علی بعض یتساءلون**

ان دونوں آیتوں کے مابین تعارض واقع ہوا ایک سے معلوم یہ ہو رہا ہے کہ یوم قیامت سوال نہیں ہوگا جبکہ دوسری سے یہ معلوم ہو رہا

ہے کہ یوم قیامت سوال ہوگا تو ابن عباس سے اس کی تطبیق کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عدم تساول سے مراد یوم حشر اور تساول سے مراد دخول جنت ہے۔

سوال نمبر 85: ابنِ اسحاق، واقدی اور کلبی نے قصہ آفرینی میں کس حد تک افراط کیا ہے؟

محمد بن اسحاق، واقدی اور کلبی نے قصہ آفرینی میں اس قدر افراط سے کام لیا کہ وہ ہر آیت کے تحت ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔ محدثین کے نزدیک ان کا اکثر حصہ صحیح نہیں ہے اور ان کی اسناد محلِ نظر ہیں اور یہ واضح خطاء ہے کہ ان کے اس افراط کو علم تفسیر کے لئے شرط قرار دیا جائے۔

سوال نمبر 86: کس نے کتاب اللہ سے اپنا حصہ کھو دیا؟

جو یہ سمجھتا ہے کہ کتاب اللہ کا فہم اس کے احاطہ پر موقوف ہے تو اس نے کتاب اللہ سے اپنا حصہ کھو دیا۔

الفصل الرابع: اس باب کے بقیہ مباحث

سوال نمبر 87: نظم قرآن میں خفاء کے اسباب کتنے ہیں؟

نظمِ قرآن میں خفاء کے اسباب درج ذیل ہیں:

- ایک شی کو دوسری شی کے ساتھ بدل دینا۔
- مقدم کو مؤخر کرنا۔
- موخر کو مقدم کرنا
- تعریضات
- تشابہات
- کنایات
- مجاز عقلی کا استعمال

حذف کا بیان

سوال نمبر 88: حذف کی تعریف کرتے ہوئے حذفِ قرآنی کی صورتوں کے نام تحریر کریں۔

قرآن کریم کی کسی آیت یا عبارت میں ایسا لفظ یا جملہ چھوڑ دینا جس کا مفہوم سیاق وسباق یا عرفِ کلام سے واضح ہو، اور مفسر اس حذف شدہ حصے کو فہم کے لیے بیان کرے۔ حذفِ قرآنی کی صورتوں کے نام درج ذیل ہیں:

- حذفِ مضاف
- حذف موصوف۔

- حذف متعلقات۔
- ان کی خبر کا حذف
- شرط کی جزا کا حذف
- مفعول کا حذف
- مبتدا کا حذف
- حرف جار کا حذف
- لو شرطیہ کے جواز کا حذف
- ان مصدرہ کے شروع سے حرف جار کا حذف

سوال نمبر 89: قرآن سے حذف مضاف کی مثال تحریر کریں؟

قرآن پاک میں حذف مضاف کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ (بلکہ اصل نیکی تو اس شخص کی ہے جو ایمان لایا)

یعنی نیکی اس کی ہے جو ایمان لایا۔ اس آیت میں لفظِ بر مضاف محذوف ہے۔

سوال نمبر 90: قرآن سے حذف موصوف کی مثال بیان کریں؟

قرآن پاک میں حذف موصوف کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَآتَيْنَا ثَمُودَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً (ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی کی کھلی نشانی دی تھی)

یعنی کھلی ہوئی نشانی۔ اس میں آیۃ موصوف محذوف ہے۔

سوال نمبر 91: قرآن سے حذف متعلقات کی مثال تحریر کریں؟

قرآن پاک میں حذف متعلقات کی کی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ (جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں)

یعنی جو شخص آسمانوں اور جو شخص زمین میں ہے کیونکہ شئ واحد ہی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس میں "من" موصول محذوف ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (بیشک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے)

یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے۔ اس میں ضمیر کا مرجع "القرآن" محذوف ہے۔

سوال نمبر92: قرآن سے اِنَّ کی خبر کے حذف کی مثال تحریر کریں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اشاد فرمایا ہے:

وَأَنَّ رَبَّكَ أَوۡحَىٰ لَهَا

اس آیت میں "أَنَّ" کا اسم "رَبَّكَ" ہے، اور خبر محذوف ہے۔

سوال نمبر93: قرآن سے شرط کی جزا کے حذف کی مثال تحریر کریں؟

قرآن میں شرط کی جزاء کے حذف کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ٱتَّقُوا مَا بَيۡنَ أَيۡدِيكُمۡ وَمَا خَلۡفَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ۔ عَنۡهَا مُعۡرِضِينَ

یعنی اس مثال میں شرط کی جزاء اعرضوا محذوف ہے جس پر دوسری آیت دلالت کرتی ہے۔

سوال نمبر94: قرآن سے مفعول کے حذف کی مثال تحریر کریں؟

قرآن میں مبتدا کے حذف کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

فَلَوۡ شَآءَ لَهَدَىٰكُمۡ أَجۡمَعِينَ (پس اگر وہ چاہتا تو یقینا تم سب کو ہدایت فرمادیا)

یعنی اگر تمہاری ہدایت چاہتا تو ہدایت کرتا۔ اس مثال میں هدایتکم مفعول محذوف ہے۔

سوال نمبر95: قرآن سے مبتدا کے حذف کی مثال تحریر کریں؟

قرآن میں مبتدا کے حذف کی کئی مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ (حق تیرے رب کی طرف سے ہے)

یعنی یہ حق تیرے رب کی طرف سے ہے اس مثال میں هَذَا مبتدا محذوف ہے۔

سوال نمبر96: کیا اَنۡ مصدریہ کے شروع سے حرف جار کو حذف کرنا جائز ہے؟

اَنۡ مصدریہ کے شروع سے حرف جارہ کو حذف کرنا جائز ہے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ان مصدریہ کے شروع سے کلمہ جارہ کو حذف کرنا کلام عرب میں جائز ہے۔

سوال نمبر97: قرآن سے لَوۡ شرطیہ کے جواب کے حذف کی مثال تحریر کریں؟

جاننا چاہئے کہ اس ارشاد باری تعالی کی مثال:

وَلَوۡ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّـٰلِمُونَ فِي غَمَرَٰتِ ٱلۡمَوۡتِ اور وَلَوۡ يَرَى ٱلَّذِينَ ظَلَمُوٓا إِذۡ يَرَوۡنَ ٱلۡعَذَابَ

میں اصل یہ ہے کہ یہ شرط محذوف کا جواب ہوتا ہے۔ مگر اہل عرب نے اس قسم کی ترکیب کو معنی تعجب کیلئے نقل کر لیا ہے اس

لئے یہاں شرط محذوف کے تلاش کی کوئی حاجت نہیں رہی۔

ابدال کا بیان

سوال نمبر 98: ابدال کی تعریف کرتے ہوئے ابدال قرآنی کی صورتوں کے نام لکھیں۔

لغوی تعریف:۔

ابدال کا مطلب ہے کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا۔

اصطلاحی تعریف:۔

ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا، خواہ یہ تبدیلی لہجے کی وجہ سے ہو یا قاعدے کے مطابق ہو۔

ابدالِ قرآنی کی صورتیں:۔

- ابدال الفعل بالفعل
- ابدال الاسم بالاسم
- ابدال الحرف بالحرف
- ابدال الجملہ بالجملہ
- ابدال النکرہ بالمعرفہ
- ابدال المذکر بالمونث
- ابدال المونث بالمذکر
- ابدال المفرد بالجمع
- ابدال التثنیہ بالمفرد
- ابدال الشرط بالشرط
- ابدال الجزاء بالجزاء
- ابدال الجواب القسم بالجواب القسم
- ابدال الحاضر بالغیب
- ابدال الانشاء بالخبر
- ابدال الخبر بالانشاء

سوال نمبر 99: قرآن سے ابدال الفعل بالفعل کی مثال تحریر کریں۔

ابدال ایک کثیر الانواع تصرف کا نام ہے۔ ابدال میں کبھی ایک فعل کو دوسرے کی جگہ میں مختلف اغراض کے لئے رکھتے ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ:

أَهٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ (کیا یہی ہے وہ شخص جو تمہارے معبودوں کا (ردو انکار سے) ذکر کرتا ہے)

یعنی وہ تمہارے معبودوں کو گالی دیتا ہے۔ تو اصل کلام یہ ہوا کہ کیا یہی ہے وہ شخص جو گالی دیتا ہے لیکن چونکہ لفظ "سب" کا ذکر کرنا مکروہ لگا اس لئے اس کے بدلے میں ذکر کا کلمہ (یذکر) لائے۔ اس قسم کے محاورات عرف عام میں بولے جاتے ہیں۔ مثلاً" فلاں صاحب کے دشمن بیماری میں مبتلا ہو گئے" یا" بندگان جناب یہاں تشریف لائے" یا" بندگان عالی جناب اس معاملے سے واقف ہیں"۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ فلاں صاحب بیمار ہو گئے اور وہ یہاں تشریف لائے اور وہ فلاں امر سے واقف ہیں۔

سوال نمبر100: قرآن سے ابدال الاسم بالاسم کی مثال تحریر کریں۔

قرآن کریم میں کبھی کبھار ایک اسم کا ابدال دوسرے اسم سے کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ (تواللہ نے اسے بھوک اور خوف کے عذاب کا لباس پہنادیا۔ یعنی بھوک کا ذائقہ۔)

یہاں پر طعم کو لباس سے اس لئے بدلا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ لاغری اور پژمردگی انسان کے لئے بھوک کا اثر ہے جو تمام بدن کو مثل لباس کے عام اور شامل ہوتی ہے۔

سوال نمبر101: قرآن سے ابدال الحرف بالحرف کی مثال تحریر کریں۔

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر ایک حرف کی بجائے دوسرا حرف ذکر فرمایا ہے۔ مثلاارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (جس سے خاص بندگان خدا پیا کریں گے)

یہاں ب، مِن کی جگہ لائی گئی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا (اور انہوں نے اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا چاہئے تھی جب انہوں نے یہ کہہ دیا)

یہاں أَنْ کی بجائے إِذْ لایا گیا ہے۔

سوال نمبر102: قرآن سے ابدال الجملہ بالجملہ کی مثال تحریر کریں۔

قرآن کریم میں کبھی کسی جملہ کو دوسرے جملہ کی جگہ رکھتے ہیں۔ مثلاً: اگر ایک جملہ دوسرے جملہ کے حاصل معنی اور اس کے سبب پر دلالت کرتا ہے تو ایسے موقع پر پہلے جملہ کو دوسرے جملہ سے بدل دیا جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ (اگر انہیں اپنے ساتھ ملالو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔)

کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں اور بھائی کی شان باہمی میل جول سے ہے۔اس مثال میں چونکہ "فَإِخْوَانُكُمْ لا بأس" کے حاصل معنی پر دلالت کرتا ہے لہذا" لا بأس بذلك" کی بجائے" فأخوانكم في الدين" لے آئے۔

سوال نمبر103: قرآن سے ابدال النکرہ بالمعرفہ کی مثال تحریر کریں۔

بعض اوقات قرآن کریم میں اصل کلام نکرہ کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں لام اور اضافت کو داخل کر کے تصرف کرتے ہیں مگر وہ کلام اپنے معنی میں نکرہ پر قائم رہتا ہے۔ مثلاًارشاد باری تعالی ہے:

وَقِيلِهِ يَارَبِّ (اور اس (حبیب) کے (یوں) کہنے کی قسم کہ یارب !)

أي قيل له: يارب قيله، يَارَبِّ سے اس لئے بدلا گیا ہے کہ یہ لفظ اس کے اعتبار سے زیادہ مختصر ہے۔

سوال نمبر104: قرآن سے ضمیر کے ابدال المذکر بالمونث اور ابدال المونث بالمذکر کی مثال تحریر کریں۔

کبھی کلام کی صفت طبعی کا تقاضا ضمیر کو مذکر کرنا یا مونث کرنا ہوتا ہے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو طبعی تقاضا سے ہٹا کر مذکر کے بدلے مؤنث اور مؤنث کے بدلے مذکر کو لایا جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا رَءَا الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ (پھر جب سورج کو چمکتا دیکھا (تو) کہا: کیا تمہارے خیال میں) یہ میرا رب ہے (کیونکہ) یہ سب سے بڑا ہے۔)

اس آیت میں اسم اشارہ مؤنث کی بجائے مذکر استعمال کیا گیا ہے۔

سوال نمبر105: قرآن سے ابدال المفرد بالجمع اور ابدال التثنیہ بالمفرد کی مثال تحریر کریں۔

کبھی کبھار قرآن حکیم میں کلام کی صفت طبعی کا تقاضا ضمیر کو مفرد لانا ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس کو طبعی تقاضے سے ہٹا کر مفرد کے بدلے جمع ذکر فرماتا ہے یا کبھی کبھار تثنیہ کے بجائے مفرد کو ذکر فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ

ترجمہ: ان کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے (تاریکی میں) آگ جلائی اور جب اس نے گردونواح کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا۔

اس آیت میں ضمیر مفرد کے بجائے جمع لائے ہیں۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ

ترجمہ: اور وہ اور کسی کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کی رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا

اس آیت میں من فضلهما کی بجائے من فضله آیا ہے۔

سوال نمبر106: قرآن سے ابدال الشرط بالشرط یا ابدال الجزاء بالجزاء کی مثال تحریر کریں۔

کبھی کلام کی صفت کا تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ جزا کو جزا کی صورت میں اور شرط کو شرط کی صورت میں ہی ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کلام میں تصرف فرماتے ہیں اور کلام کے اجزا کو معنوی نظم دینے کے لئے ایک مستقل نیا جملہ بنا دیتے ہیں تاکہ وہ اس کے طریقوں میں سے کسی طریقہ پر دلالت کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ

معنی یہ ہیں کہ حشر ونشر حق ہے، **يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ** اس پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ

معنی یہ ہیں کہ اعمال کی جزا حق ہے۔

سوال نمبر 107: قرآن سے ابدال الجواب القسم بالجواب القسم کی مثال تحریر کریں۔

کبھی کلام کی صفت کا تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ جواب قسم کو جواب قسم کی صورت میں ہی لایا جائے لیکن اللہ سبحانہ تعالی کلام میں تصرف فرماتے ہیں اور کلام کے اجزا کو معنوی نظم دینے کے لئے ایک مستقل نیا جملہ بنا دیتے ہیں تا کہ وہ اس کے طریقوں میں سے کسی طریقہ پر دلالت کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ يَأَيُّهَا الإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ سزا اور جزا ہونے والے ہیں۔

سوال نمبر 108: قرآن سے ابدال الحاضر بالغیب کی مثال تحریر کریں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسلوب کلام کو بدل دیا جاتا ہے کہ اسلوب کلام مخاطب کو چاہتا ہے مگر ب آجاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتَّى إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ

ترجمہ: یہاں تک کہ بے تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ لوگوں کو لے کر موافق ہوا سے چلتی ہیں۔

اس آیت میں بکم کی بجائے بھم لایا گیا ہے۔

سوال نمبر 109: قرآن سے ابدال الانشاء بالخبر اور ابدال الخبر بالانشاء کی مثال تحریر کریں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کبھی انشاء کو خبر اور خبر کو انشاء کی جگہ لاتے ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا (سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو)

اس مثال میں جملہ انشائیہ جملہ خبریہ کی جگہ مستعمل ہوا ہے۔۔

تقدیم وتاخیر کی وجہ سے قرآن کے معنی کو سمجھنے میں دشواری پیدا ہوتی ہے مثلا:

وامسحوا برؤسکم وارجلکم

اصل عبارۃ اغسلوا ارجلکم ہے تقدیم تاخیر کی وجہ سے۔

اسی طرح امر بعید سے تعلق بھی کلام میں شواری پیدا کرتا ہے اور اس کی مماثل اشیاء بھی۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا ءَالَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا امْرَأَتَهُ

ترجمہ: سوائے لوط (علیہ السلام) کے گھرانے کے، بیشک ہم ان سب کو ضرور بچالیں گے۔

یہاں استثناء پر استثناء لایا گیا ہے جس سے دشواری پیدا ہو گئی۔

سوال نمبر110: کلام میں زیادتی کی کتنی اقسام ہیں؟ بمع مثال لکھیں۔

کلام میں سنن طبعی پر زیادتی کی چند اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

صفت کی وجہ سے زیادتی:۔

یہ زیادتی صفت سے حاصل ہوتی ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ (اور پرندہ جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا ہو ایسا نہیں ہے۔)

ابدال کی وجہ سے زیادتی:۔

کبھی کلام میں زیادتی ابدال کی وجہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ ءَامَنَ مِنْهُمْ (ان غریب پسے ہوئے لوگوں سے، جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے۔)

عطف تفسیری کی وجہ سے زیادتی:۔

کبھی کلام میں زیادتی عطف تفسیری سے ہوتی ہے مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً (یہاں تک کہ وہ پانی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کا ہو جاتا ہے۔)

تکرار کی وجہ سے زیادتی:۔

کبھی کلام میں زیادتی تکرار کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ

ترجمہ: اور جو اللہ کے سوا (بتوں) کی پرستش کرتے ہیں شریکوں کی پیروی (بھی) نہیں کرتے بلکہ وہ صرف (اپنے) وہم و گمان کی پیروی کرتے ہیں

یہاں اصل کلام یوں ہے:

وما یتبع الذین یدعون من دون اللہ شرکاء إلا الظن۔

حرفِ جر کی وجہ سے کلام میں زیادتی:۔

بعض اوقات اللہ سبحانہ و تعالیٰ اضافت کے لئے فاعل یا مفعول پر حرف جر زیادہ کرتے ہیں اور حرف جر کے ذریعے اس کو تاکید اتصال کے لئے فعل کا مفعول بناتے ہیں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا (جس دن اس پر دوزخ کی آگ تاپ دی جائے گی۔)

یعنی اس آیت میں عَلیٰ زیادہ کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 111: کیا واؤ اور فا اتصال کے لیے آتے ہیں امام قسطلانی، سیبویہ اور امام زمخشری کا موقف تحریر کریں۔

حرف واؤ اور فا کئی مقامات پر تاکید اتصال کے لیے مستعمل ہوتے ہیں عطف کے لیے نہیں ہوتے مثلاارشاد باری تعالی ہے:

حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتۡ أَبۡوَٰبُهَا

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے۔

اس مثال میں واؤ تاکید اتصال کے لیے ہے عطف کے لیے نہیں ہے۔

امام قسطلانی کا موقف:۔

امام قسطلانی نے باب المعتمر إذا طاف طواف العمرة ثم خرج هل يجزيه من طواف الوداع میں لکھا ہے کہ:

صفت اور موصوف کے درمیان میں ان کی تاکید اتصال کے لئے حرف عطف کالانا درست ہے مثلاً:

إِذۡ يَقُولُ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اس آیت میں مُنَافِقُونَ اور الَّذِينَ موصوف صفت ہیں حرف واؤ جو درمیان میں ہے وہ عطف کیلئے نہیں بلکہ تاکید اتصال کیلئے ہے۔

امام سیبویہ کا موقف:۔

سیبویہ کہتے ہیں کہ:

یہ "مررت بزيد وصاحبك" کی طرح ہے جبکہ اس کلام میں صاحب سے زید ہی مراد ہے۔

امام زمخشری کا موقف:۔

امام زمخشری اس آیت:

وَمَآ أَهۡلَكۡنَا مِن قَرۡيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٞ مَّعۡلُومٞ

ترجمہ: اور ہم نے کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی مگر یہ کہ اس کیلئے ایک معلوم نوشتہ (قانون) تھا۔

کے ذیل میں کہتے ہے کہ یہ جملہ (لها كتاب معلوم) لفظ قریہ کی صفت ہے اور قائدہ یہ ہے کہ صفت و موصوف کے درمیان واؤ نہ آئے۔ مثلاً ارشاد باری تعالی ہے:

وَمَآ أَهۡلَكۡنَا مِن قَرۡيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ

ترجمہ: اور ہم نے سوائے ان (بستیوں) کے جن کے لئے ڈرانے والے (آ چکے) تھے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا

لیکن یہاں پر واؤ صفت و موصوف کے اتصال کی تاکید کے لئے آئی ہے۔ جیسا کہ حال میں بھی کہا جاتا ہے:

جاءنی زيد عليه ثوب، وجاءنی زيد وعليه ثوب۔

سوال نمبر112: انتشارِ ضمائر کی کوئی ایک مثال تحریر کریں۔

کبھی ضمیر کے انتشار کی مراد کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے مثلاارشاد باری تعالی ہے:

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ

یہ انتشار ضمیر کی مثال ہے۔ یعنی یہ شیاطین لوگوں کو ہدایت کے راستہ سے روکتے ہیں اور وہی اپنے ہدایت یافتہ ہونے کا گمان کرتے ہیں۔ هم کی ضمیر شیاطین کی طرف راجع ہے اور لَيَصُدُّونَهُمْ کی ناس کی طرف اور يَحْسَبُون سے ناس ہی مراد ہیں۔

سوال نمبر113: ایک کلمہ سے دو معنی مراد لینے کی وجہ سے دشواری کی کوئی مثال تحریر کریں۔

کبھی ایک کلمہ سے دو معنی مراد لینے کی مراد کو سمجھنے میں بھی دشواری ہوتی ہے مثلاارشاد باری تعالی ہے:

يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ

ترجمہ: آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں تو فرمادیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے)۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے:

يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ

ترجمہ: آپ سے یہ بھی پوچھتے ہیں۔ کہ کیا خرچ کریں؟ فرمادیں: جو ضرورت سے زائد ہے خرچ کردو۔

مذکورہ دونوں آیات میں ہر ایک کے دو معنی ہیں: پہلا معنی: إنفاق ما ينفقون یعنی نوع من الإنفاق ينفقون، یعنی خرچ کرنے کی جس قسم سے وہ خرچ کرتے ہیں اور یہ مصرف سے دریافت کرنے پر صادق ہے کیونکہ خرچ کرنا مصارف کے اعتبار سے چند اقسام پر ہیں۔ دوسرا معنی مال ينفقون، یعنی جو مال تقسیم کرتے ہیں۔

الفصل الخامس: محکم، متشابہ، کنایہ، اشارہ اور مجازِ عقلی کا بیان

سوال نمبر114: الفوز الکابیر کی تعریف تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

محکم اس کلام کو کہتے ہیں جسے زبان کا جاننے والا سوائے ایک معین معنی کے نہ سمجھ سکے مگر اسے سمجھنے میں پہلے عربوں کا اعتبار گیا جائے گا نہ کہ ہمارے زمانے کے بال کی کھال اتارنے والوں کی فہم کا۔

سوال نمبر115: الفوز الکبیر کی روشنی میں متشابہ کی تعریف تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

متشابہ وہ کلام ہے جس میں ضمیر کے دو مرجعوں کی جانب لوٹنے کے احتمال کی وجہ سے دو معنی کا احتمال ہو جیسا کہ:

کسی شخص نے کہا کہ "مجھے امیر نے حکم دیا ہے کہ فلاں شخص کو لعنت کروں کہ اللہ اس کو لعنت کرے" یہاں اشتباہ ہے کہ اس کو لعنت کرنے سے کیا مراد ہے، آیا شخص مامور ہے یا امر اور یا اس وجہ سے کہ وہ کلمہ دو معنی میں مشترک ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَمَسْتُمْ یہ جماع اور چھونے میں مشترک ہے اور یا اس وجہ سے کہ قریب اور بعید دونوں پر عطف کا احتمال ہو۔

سوال نمبر116: الفوز الکبیر کی روشنی میں کنایہ کی تعریف تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

کنا یہ اس کلام کو کہتے ہیں جس میں کسی حکم کو ثابت تو کیا جائے مگر خاص اس حکم کا اثبات مقصود نہ ہو بلکہ یہ منظور ہو کہ اس سے مخاطب کا ذہن ایسی شئے کی طرف منتقل ہو جائے جو اس حکم کو عادۃً یا عقلاً لازم ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (جود وسخا کے لئے) کشادہ ہیں" سے سخاوت سمجھ میں آتی ہے۔

سوال نمبر117: کیا محسوسات سے مرادی معنی حاصل کیا جاسکتا ہے؟

اپنے معنی مراد کی تصویر محسوسات سے کھینچنا بھی کنایہ کے ہی قبیل سے ہے یہ ایک بہت وسیع باب ہے جس سے عربوں کے اشعار و خطبات کلام اللہ اور احادیث نبویہ بھری پڑی ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ (اور ان پر اپنی فوج کے سوار اور پیادہ دستوں کو چڑھا دے)

اس جگہ شیطان کو ڈاکوؤں کے سردار سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ وہ غارتگری کے وقت اپنے ساتھیوں کو للکارتا ہے کہ ادھر سے حملہ کرو اور اس طرف سے گھس پڑو۔

سوال نمبر118: عرف عام میں کنایۃً (تعریف) کی مثال تحریر کریں۔

عرف عام میں اس کی مثال یہ ہے کہ:

اگر کسی شخص کی شجاعت کا بیان کرتے ہیں تو تلوار کے ایک دو ہاتھ ادھر ادھر جھاڑ کر بتاتے ہیں کہ وہ یوں تلوار چلاتا تھا مگر اس نے طویل عمر تلوار ہاتھ میں نہ پکڑی ہو لیکن اس فعل سے مقصود اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ فلاں شخص اپنے زمانے میں سب سے زیادہ بہادر رہے کہ کسی کا مقولہ بیان کرتے ہیں کہ کہتا ہے کہ زمین پر کسی کو ایسا بہادر نہیں پاتا جو مجھ سے مقابلہ کتاب رکھتا ہو یا وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایسے ایسے کرتا ہے اور وہ اپنے حریف کے مغلوب ہونے کے وقت جنگجو کی ہیبت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اگرچہ اس نے کبھی یہ کلمہ نہ کہا ہو یا اس نے یہ فعل ہرگز نہ کیا ہو یا وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے میرا گلا گھونٹا ہے اور میرے منہ سے لقمہ نکال لیا ہے۔

سوال نمبر119: الفوز الکبیر کی روشنی میں تعریض کی تعریف تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

تعریض سے مراد یہ ہے کہ حکم تو عام ہو لیکن مقصود کسی خاص شخص کا حال بیان کرنا یا کسی خاص شخص کے حال پر تنبیہ کرنا ہو اور اس کی بعض خصوصیات کلام میں لائی جائیں اور مخاطب کو اس شخص سے واقف نہ کیا جائے رسول اللہ جب کسی خاص شخص کے فعل پر انکار کرنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ایسے ایسے کرتے ہیں۔

اسی طرح اس آیت میں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

ترجمہ: اور نہ کسی مومن مرد یہ حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرمادیں تو ان کے لئے اپنے کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

حضرت زینب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کے قصہ کی طرف اشارہ ہے۔

سوال نمبر 120: الفوز الکبیر کی روشنی میں مجاز عقلی کی تعریف تحریر کریں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

مجاز عقلی سے مراد یہ ہے کہ فعل کو ایسے شخص کی طرف منسوب کریں جو حقیقت میں اس کا فائل نہیں ہے اور ایسی چیز کو مفعول بہ بنائیں جو در حقیقت مفعول بھی نہیں ہے ان دونوں کے درمیان اس مشابہتی تعلق کی وجہ سے متکلم اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ یہ بھی ان میں داخل اور ان میں سے ایک فرد ہے اسی طرح کہتے ہیں کہ بادشاہ نے محل بنایا حالانکہ بنانے والا معمار ہوتا ہے یہ کہتے ہیں کہ بہار نے سبزہ اگایا حالانکہ حقیقت میں اگانے والا اللہ تعالی ہے۔

الباب الثالث: نظمِ قرآن کے لطائف اور اسلوبِ بدیع کا بیان

الفصل الاول: قرآنِ مجید کی ترتیب اور اس میں سورتوں کا اسلوب

سوال نمبر121: قرآنِ حکیم کی ترتیب کیسی ہے؟ نیز قرآن حکیم کو کیسے جمع کیا گیا؟

عام کتب کی طرح قرآن مجید کو ابواب اور فصول کی شکل میں مرتب نہیں کیا گیا کہ ہر ایک موضوع کو ایک باب یا فصل کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید کو مجموعہ مکتوبات کے طور پر فرض کرنا چاہیئے، جس طرح بادشاہ اپنی رعایا کو حالات کی تقاضوں کے مطابق فرمان جاری کرتے ہیں، کچھ وقت گزرنے کے بعد دوسرا فرمان لکھتے ہیں اور تیسرا لکھتے ہیں یہاں تک کہ بہت سے فرمان جمع ہو جاتے ہیں، اور کوئی شخص ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کر دیتا ہے، اسی طرح اس بادشاہ مطلق اللہ جل شانہ نے اپنی نبی پر بندوں کی ہدایت کے لئے حسب ضروریات زمانہ یکے بعد دیگرے سورتیں نازل فرمائیں۔ ہر سورت کو عہد نبوی میں ہی الگ الگ محفوظ و مرتب کر لیا گیا اور پھر تمام سورتوں کو ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کے دور میں ایک جلد کی صورت میں خاص ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا اور یہ مجموعہ مصحف کے نام سے موسوم ہوا۔ پھر حضرت عثمان نے اس مصحف کے چند نسخے لکھوائے اور انہیں اطراف میں بھیج دیا تاکہ مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں اور کسی دوسری ترتیب کی طرف مائل نہ ہوں۔

سوال نمبر122: صحابہ کرام کے ہاں سورتوں کو کتنی اقسام میں تقسیم کیا گیا تھا؟

صحابہ کرام کے ہاں سورتوں کو چار اقسام میں تقسیم کیا گیا تھا:

- **سبع طوال:۔**

جو سب سے بڑی سات سورتیں ہیں۔

- **مئوون: ۔**

وہ سورتیں جن میں سے ہر ایک سو آیتوں یا 100 سے کچھ زیادہ آیتوں پر مشتمل ہیں۔

- **مثانی:۔**

وہ سورتیں جن کی آیات 100 سے کم ہیں۔

- **مفصل:۔**

قرآن مجید کی ترتیب میں دو یا تین سورتیں جو مثانی کی قسم سے تھیں انہیں مئین میں داخل کر لیا گیا اس لیے کہ ان کا سیاق مئین کے سیاق وسباق سے مناسبت رکھتا تھا۔

سوال نمبر123: قرآن حکیم کی سورتوں کے آغاز و اختتام کا اسلوب تحریر کریں۔

آغازِ سورت:۔

قرآن کریم کی سورتوں کا اسلوب شاہی فرامین کے اسلوب سے پوری طرح مناسبت رکھتا تھا اسی لیے سورتوں کی ابتداء اور انتہاء میں خطوط کے انداز کو اختیار کیا گیا ہے۔

- جس طرح بعض خطوط اللہ کی تعریف سے شروع کیے جاتے ہیں ۔
- اور بعض لکھوانے کی غرض وغایت کو بیان کرتے ہوئے شروع کیے جاتے ہیں۔
- بعض کاتب یا مکتوب الیہ کے نام سے
- اور بعض رقعے اور پیام نامے بغیر عنوان کی ہوتے ہیں ۔
- اور بعض مکتوب طویل اور بعض مختصر ہوتے ہیں۔

1. اسی طرح اللہ تعالی نے بعض سورتوں کو حمد اور تسبیح سے شروع فرمایا اور بعض کو تنزیل کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے شروع فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

سُورَةٌ أَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا (یہ) ایک عظیم) سورت ہے جسے ہم نے اتارا ہے اور ہم نے اس (کے احکام) کو فرض کر دیا ہے)

یہ قسم اس عنوان کے مشابہ ہے جو دستاویزات کے آغاز میں لکھا جاتا ہے، مثلاً:

جیسا کہ نبی اکرم نے صلح حدیبیہ میں لکھا تھا:

هذا ما قاضیٰ علیه محمد

2. بعض مرسل اور مرسل الیہ کے نام سے شروع کی گئیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ حَكِيمِ

یہ قسم اس کے مشابہ ہے جیسا کہ وہ لکھتے تھے باشندگان فلاں شہر کو بارگاہ خلافت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

اور جیسا کہ نبی اکرم نے تحریر فرمایا:

من محمد رسول الله الی هرقل عظیم الروم۔

3. بعض سورتیں رقعوں اور چٹوں کی صورت میں بغیر عنوان کے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا

ترجمہ: بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی ہے۔

4. اسی طرح بعض سورتوں کا آغاز قصیدوں کے انداز میں ہوا ہے۔ چونکہ عرب کی فصاحت وبلاغت ان کے قصائد میں نمایاں ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی قدیم روایات کے مطابق قصیدوں کی اغاز میں عجیب وغریب مقامات اور ہولناک واقعات کا ذکر کر کے عشقیہ قصوں کو بیان کرتے تھے اللہ تعالی نے بعض صورتوں میں اسلوب کو اختیار فرمایا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالصَّافَاتِ صَفًّا فَالزَّاجِرَاتِ زَجْراً(قسم ہے قطار در قطار صف بستہ جماعتوں کی، پھر بادلوں کو کھینچ کر لے جانے والی)

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا(اڑا کر بکھیر دینے والی ہواؤں کی قسم اور پانی کا بار گراں اٹھانے والی بدلیوں کی قسم)

اختتامِ سورت:۔

جس طرح بادشاہ اپنے فرامین کو جامع کلمات نادر وصیتوں اور احکامات سابقہ کے لیے واضح تاکیدات اوران کی مخالفت کرنے کے لیے سخت تنبیہ پر تمام کرتے ہیں اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے بھی سورتوں کا اختتام جامع کلمات حکمت بھرے کلمات واضح تاکیدات اور عظیم تنبیہات کے ساتھ فرمایا ہے۔

سوال نمبر124:قرآن حکیم کی سورتوں کے درمیان کا اسلوب تحریر کریں۔

کبھی کبھار قرآن حکیم میں سورتوں کے درمیان میں نہایت مفید پر نرالے اسلوب کا بلیغ کلام لایا جاتا ہے جو حمد وتسبیح یاانعام و احسان جیسے عنوانات پر مشتمل ہوتا جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالی نے خالق اور مخلوق مراتب میں فرق کے بیان سے شروع کیا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ

ترجمہ: فرمادیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور اس کے منتخب (برگزیدہ بندوں پر سلامتی ہو، کیا اللہ ہی بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ (اس کا شریک ٹھہراتے ہیں)۔

پھر اس کے بعد پانچ آیتوں میں اسی مدعا کو نہایت بلیغ انداز اور نرالے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا۔

الفصل الثانی:آیات کے لحاظ سے سورتوں کی تقسیم اوران کا منفرد اسلوب

سوال نمبر125:سورتوں میں سنت الٰہی کیسے جاری ہے؟

اکثر سورتوں میں سنت الہی یوں جاری ہے کہ وہ آیات کے لحاظ سے تقسیم ہوتی ہیں جیسا کہ قصائد ابیات کے اعتبار سے منقسم ہوتے ہیں۔

سوال نمبر126:آیات اوراشعار میں کیا فرق ہے؟

آیات اوراشعار میں فرق: دونوں میں بنیادی فرق یہ بیان کیا جاتا ہے ان دونوں میں سے ہر ایک نشید کی قسم سے ہے جنہیں متکلم اور سامع کی طبعی لذت کے لئے پڑھا جاتا ہے، مگر ابیات عروض اور قافیہ کے پابند ہوتے ہیں جنہیں خلیل نحوی نے مدون کیا ہے اور عام شعراء نے انہیں اس سے حاصل کیا ہے اور آیات کی بنیاد ایک ایسے اجمالی وزن اور قافیہ پر ہوتی ہے جو امر طبعی سے مشابہ ہیں۔ عروضیوں کے افاعیل اور تفاصیل اوران کے معین کردہ قوانی پر نہیں ہوتے جو مصنوعی اور اصطلاحی امور ہیں۔

سوال نمبر127:آیات اور ابیات میں کس قدر اشتراک ہے؟

آیات اور ابیات میں امر مشترک کی تنقیح کو ہم نے نشائد کے ذریعے امر عام سے تعبیر کیا ہے۔ پھر ان تمام امور کو ضبط کرنا جن کا آیات میں التزام کیا گیا ہے جو بمنزل فصل کے ہے کہ فطرت سلیمہ میں موزوں اور مقفٰی قصائد اور نفیس ریزوں وغیر دسے علاوت اور ذوق پیدا ہوتا ہے اور اگر اس حلاوت کے احساس پر کوئی غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اس کلام میں مخاطب کی روح کو ایک خاص لذت حاصل ہوتی ہے جس کے اجزا باہم موافقت رکھتے ہوں اور اسے اس طرح کے مزید کلام کا منتظر بنا دیتی ہے اور جب اس کے بعد دوسرا شعر اسی اجزائی موافقت کے ساتھ مخاطب سنتا ہے تو جس چیز کا اسے انتظار تھا وہ موجود ہو جاتی ہے اس سے اس کی لذت دوبالا ہو جاتی ہے اور جب وہ دونوں اشعار قافیہ میں بھی مشترک ہوں تو وہ تین گنا ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 128: اشعار کے اجزاء کی بابت مذاہب کا مؤقف کیا ہے؟

مختلف مذاہب اور عادات نے اشعار میں سے ہر شعر میں اجزا کے موافقت میں جداگانہ موقف رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح اشعار میں قوانی کی شرائط مشترک ہیں۔ پس عرب کے ہاں کچھ قواعد وضوابط ہیں جن کی خلیل نحوی نے وضاحت کی ہے اور اہل ہند بھی ایسے ضابطہ کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے لغوی سلیقے اور فطری ذوق کے مطابق ہے۔ اس طرح ہر زمانے کے لوگوں نے ایک خاص وضع اختیار کی اور خاص راستہ بنا کر اس پر چل پڑے۔

سوال نمبر 129: انسان کی قدیم فطرت کا راز کیا ہے؟

پس انسان کی قدیم فطرت پر اسے پیدا کیا گیا ہے کا یہی راز ہے جس کی بنا پر اس کو اشعار سے لذت حاصل ہوتی ہے

سوال نمبر 130: کیا مختلف منظوم کلام میں امر مشترک تقریبی موافقت رکھتا ہے؟

جب ہم مختلف مذاہب میں مشترک اور جامع امر تلاش کرنا چاہیں اور اس میں منتشر راز میں غور و فکر کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ کلام میں تقریبی موافقت کے سوا اور کوئی شے نہیں ہے۔

سوال نمبر 131: عرب اشعار میں کیا کیا چیز استعمال کرتے تھے؟

عرب اشعار میں درج ذیل چیزیں استعمال کرتے تھے:

- عرب مستفعلن کی جگہ مفاعیل اور مفتعلن استعمال کرتے ہیں اور وہ فاعلاتن کی جگہ فعلاتن کا اعتبار کرنا قاعدہ کے موافق قرار دیتے ہیں۔
- عرب ایک شعر کی مثال کو دوسرے شعر کی مثال کے ساتھ موافقت کرتے ہیں اور ایک شعر کی عروض کی دوسرے شعر کی عروض کے ساتھ موافقت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔
- عرب حشو وزوائد میں کثرت سے زحافات تجویز کرتے ہیں بخلاف شعراء فارس کے۔ کیونکہ ان کے نزدیک زحافات مکروہ سمجھے جاتے ہیں۔

- اسی طرح عرب ایک شعر میں قافیہ قبوراا ور دوسرے میں منیرا ہو تو اسے اچھا سمجھتے ہیں، بخلاف دیگر شعراء کے۔
- اسی طرح عرب شعراء حاصل، داخل اور نازل کو ایک ہی قسم شمار کرتے ہیں بخلاف شعراء عجم کے۔
- اسی طرح عرب ایک کلمے کا دو مصروں کے درمیان واقعہ ہونا کہ اس کا ادھا پہلے مصر میں اور ادھا دوسرے مصرع میں شامل ہو صحیح قرار دیتے ہیں۔

سوال نمبر132: ہندوؤں نے اپنے اشعار کے اوزان کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے؟

ہندوؤں نے اپنے اشعار کے اوزان کی بنیاد حروف کی تعداد پر رکھی ہے نہ کہ حرکات وسکنات پر۔

سوال نمبر133: ہندوؤں نے موسیقی میں کیا کیا ایجادات کی ہیں؟ نیز شاہ ولی اللہ صاحب نے ہندو دیہاتیوں کے بارے کیا فرمایا؟

ایجادات:۔

- ہندوؤں نے موسیقی میں چھ راگ بنائے اور ان سے راگنیاں نکال لی۔
- ہندوؤں نے اپنے سلیقہ اور ذوق کے مطابق کلام کی ترکیب اور لحن کے لیے خاص تال ایجاد کر لیا جس کے ساتھ وہ کلیات اور جزئیات کو منظبط کیے بغیر گاتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا مؤقف:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں کہ:

ہم نے بعض دیہاتیوں کو ایسے راگ الاپتے ہوئے سنا کہ وہ ایسے موافق کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں جس میں موافقت قریبی اور ردیف ہوتی ہے جو کبھی ایک کلمہ اور کبھی زیادہ کلمات سے مرکب ہوتی ہے وہ اس کلام کو قصائد کی طرح گاتے ہیں اور اس سے لذت حاصل کرتے ہیں۔

سوال نمبر134: یونانیوں نے اوزان کو کیا نام دیا ہے؟

یونانیوں نے کچھ اوزان وضع کیے ہیں جن کو وہ مقامات کا نام دیتے ہیں اور ان مقامات سے آوازیں اور مختلف انداز نکال کر انہوں نے اپنے لیے ایک نہایت ہی مبسوط اور مفصل فن مدون کر لیا ہے۔

سوال نمبر135: مشترک اجمالی حسن کے لیے قرآن مجید میں اللہ تعالی نے کیا رعایت فرمائی ہے؟

اللہ جل شانہ نے جب اس مشت خاک انسان سے ہم کلام ہونا چاہا تو اس نے اسی اجمالی حسن وجمال پر نگاہ فرمائی۔ اور اس نے ان قوالب مستحسنہ کو نہیں دیکھا جن کو ایک قوم پسند کرتی اور دوسری ناپسند کرتی ہے اور مالک الملک نے جب چاہا کہ آدمیوں کی روش پر

کلام فرمائے تو اس نے صرف اسی اصل بسیط اور مشترک راز کو اپنے کلام میں ملاحظہ فرمایا، اور نہ اس نے ان قوانین کی رعایت کی جو زمانہ اور اتوار کے بدل جانے پر ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔

سوال نمبر 136: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرآنی آیات کے اسلوب سے کیا قاعدہ وضع کیا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں:

میں نے حق تعالی کے جاری کردہ طریقوں سے ایک قاعدہ وضع کیا اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اکثر سورتوں میں اواز کی کشش کا اعتبار کیا ہے نہ کہ بحر طویل و مزید وغیرہ کا اور اسی طرح فاصلوں میں سانس کا ٹھہرنا حرف مدہ پر اور جس پر مدہ ٹھہر اس کا اعتبار کیا ہے نہ فن کافیہ کے قواعد کا۔

سوال نمبر 137: سانس کا طول ہونا کب لازم آتا ہے؟

حلق میں سانس کی آمد ورفت انسان کے لیے ایک جبلی بات ہے گو سانس کی لمبائی اور کمی ایک حد تک آدمی کے اختیار میں ہے لیکن اگر اس کو اپنی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو اس وقت اس کا ایک خاص طول ہونا لازم ہے۔

سوال نمبر 138: کس چیز کو قرآن حکیم میں وزن قرار دیا گیا ہے اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

انسان جب سانس لیتا ہے تو اسے ایک فرحت حاصل ہوتی ہے، پھر وہ آہستہ آہستہ زائل ہونے لگتی ہے حتی کہ بالکل زائل ہو جاتی ہے اور تازہ سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ سانس کی یہ درازی غیر محدود سے محدود اور ایک ایسی مشترک مقدار کے ساتھ معین ہے کہ وہ دو یا تین کلمات کی کمی اسے نقصان نہ پہنچائے بلکہ تہائی اور چوتھائی مقدار کی کمی بیشی بھی نقصان دہ نہ ہو اور اسی طرح وہ اسے دو یا تین کلمات کی حد سے باہر نہ نکالے بلکہ تہائی اور چوتھائی مقدار کی زیادتی اس حد سے باہر نہیں کرتی۔ اور اس میں اوتاد اور اسباب کی تعداد میں بھی فرق کی اجازت ہے اور اس میں بعض ارکان کی تقدیم کی بھی گنجائش ہے۔ پس سانس کے اسی امتداد کو اللہ تعالی نے وزن قرار دیا ہے اور اس کی تین اقسام ہیں۔

- طویل جیسے: سورۃ النساء
- متوسط جیسے: سورۃ الاعراف و انعام
- مختصر جیسے: سورۃ الشعراء، سورۃ الدخان

سوال نمبر: کیا چیز قرآن میں قافیہ کہلاتا ہے؟

سانس کو مد پر ختم کرنا قران میں کافیہ کہلاتا ہے سانس کا اختتام ایسے حرف مدہ پر رکھا گیا ہے جس کا اعتماد کسی حرف پر ہو یہ ایک وسیع قافیہ ہے جس کے تکرار سے طبیعت متلذذ ہوتی ہے اگرچہ وہ حرف مدہ کہیں الف، کہیں واؤ اور کہیں یا ہوتا ہے خواہ وہ حرف اخیر کسی جگہ

ب ہوتا ہے کہیں میم یا قاف ہوتا ہے اس قاعدہ کی رو سے یعلمون، مومنین اور مستقیم باہم موافق ہیں اور خروج، مریج، تحید، تبار، فواق اور عجاب سب با قاعدہ ہیں۔

سوال نمبر 139: حرف الف کا آخر کلمہ میں آنا قافیہ ہے؟

حرف الف کا آخر کلام میں آنا بھی ایک وسیع قافیہ ہے جس کے احاطہ میں حلاوت ہے اگرچہ حرف ردی مختلف ہوں جیسا کہ اللہ رب العزت ایک جگہ کریماً دوسری جگہ حدیثاً اور تیسری جگہ بصیراً فرماتے ہیں۔

سوال نمبر 140: قرآن حکیم کہاں توافق اور اعادہ لذت کا فائدہ دیتا ہے؟

قرآن حکیم میں ایک حرف پر آیات کا موافق ہونا جیسا سورہ قتال میں م اور سورہ الرحمن میں ن لذت اور حلاوت کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح کلام کے درمیان میں ایک جملے کو بار بار لانا بھی لذت پیدا کرتا ہے جیسا کہ سورۃ الشعراء، سورۃ القمر، سورہ الرحمن اور سورہ المرسلات میں واقع ہے۔

سوال نمبر 141: قرآن حکیم کی سورتوں کے آخری فواصل کو اول سے مختلف کیوں کیا گیا ہے؟

کبھی سامع کے لیے نشاط اور کلام کے علاوہ طائف کی طرف متوجہ کرنے کے لیے سورتوں کے آخری فواصل اول سے مختلف کیے جاتے ہیں مثلاً:

- سورہ مریم کے آخر میں اداً اور ھداً
- اور سورہ فرقان کے آخر میں سلاماً اور کراماً

حالانکہ ان تمام صورتوں کے شروع میں مختلف نوعیت کے فاصلے ہیں جو مخفی نہیں ہیں۔

سوال نمبر 142: کلام (قرآن حکیم) میں روانی کس چیز سے حاصل ہوئی ہے؟

کلام کی روانی اور زبان پر اس کی سہولت بوجہ ضرب المثل ہونے یا آیات میں بار بار مذکور ہونے سے حاصل ہوئی ہے۔

سوال نمبر 143: مختصر آیات کے ساتھ طویل کلام کی کیا حکمت ہے؟

بعض اوقات پہلے جملوں کو بعد میں آنے والے جملوں سے مختصر لاتے ہیں۔ تاکہ وہ کلام میں مٹھاس پیدا کریں۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ (اسے پکڑلو اور اسے طوق پہنا دو، پھر اسے دوزخ میں جھونک دو۔)

ایسے کلام میں گویا متکلم کا دلی مدعا یہ ہوتا ہے کہ پہلا فقرہ دوسرے فقرے کے ہم پلہ ہو اور تیسرا فقرہ تنہا اس کے ہم پلہ ہو۔

سوال نمبر 144: آیت کے کتنے رکن ہوتے ہیں؟

کبھی آیت کے تین رکن ہوتے ہیں۔ مثلاًارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ

ترجمہ: جس دن کئی چہرے سفید ہوں اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے تو جن کی چہرے سیاہ جائیں گے

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ

ترجمہ: اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے (روشن) تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے

ایسی صورت میں رکن اول کو دوسرے رکن کے ساتھ جمع کرکے ایک طویل آیت شمار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 145: آیات قرآنی کا اسلوب اجمالا تحریر کریں۔

آیات قرآنی کا اسلوب درج ذیل ہے:

- کلام میں طویل کو مختصر کلام کے ہم وزن بنانا۔
- بعض آیات کے تین رکن ہونا۔
- ایک آیت میں دو فاصلوں کا ہونا۔
- بہت طویل آیت کو مختصر آیات کے ساتھ لانا۔

سوال نمبر 146: کیا قرآن حکیم میں تمام سورتوں میں وزن اور قافیہ کا لحاظ رکھا گیا ہے؟

قرآن حکیم میں اکثر سورتوں میں سنت الٰہیہ اس تاریخ پر جاری ہوئی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بعض سورتوں میں وزن اور کافیہ کا لحاظ نہیں رکھا اس لیے بہت سا کلام خطباء کے خطبوں کے اسلوب پر اور دانشوروں کے اقوال کے مانند آیا ہے شاید تم نے عورتوں کا قصہ جو حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے سنا ہوگا اور اس کے قوافی بھی معلوم ہوں گے اور بعض صورتوں میں کلام رسائل عرب کے اسلوب پر بغیر کسی امر کی رعایت کے واقعہ ہوا ہے جیسا کہ بعض لوگوں کی گفتگو اپس میں ہوتی ہے مگر ہر ایک کلام ایسی بات پر ختم کیا گیا ہے جو ختم کرنے کے قابل تھی۔

سوال نمبر 147: کفار کے نزدیک قرآن کس وزن پر نازل ہوا ہے؟

کفار کے لحاظ سے قرآن اشعار و قوافی کے اوزان پر نازل ہوا ہے۔ کہ عربوں کے ہاں وہ شعر بڑا معروف ہے اور انہیں اس گمان سے ہر گز کوئی فائدہ نہیں ہوا جیسا کہ بڑے نامور شعراء اور مصنفین نے جب ان کے میلان اور رجحان کو نامور گواہوں کی موجودگی میں ان کے کانوں تک پہچانے کی کوشش کی جس سے وہ ایک نئی چیز مستنبط کرتے ہوئے اس کی تحدید کر رہے ہیں۔ کیا کوئی شخص ہے جو میرے جیسا شعر بنائے اور میرے جیسا مکتوب نامہ لکھے؟" اگر انہوں نے قدیم اسلوب اختیار کیا ہے تو ان کی مہارت ماہر محققین کے علاوہ کسی پر ظاہر نہیں ہوئی۔

الفصل الثالث: علوم خمسہ میں تکرار کی وجہ اور اُکے بیان میں عدم ترتیب

سوال نمبر 148: علوم پنجگانہ کے مطالب کو قرآن مجید میں بار بار کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

اس کی دو اقسام ہیں:

1. **اول:** یہاں ہمارا مقصود صرف نامعلوم چیز کا علم دینا ہے۔ لہذا وہ مخاطب ایسا ہے جو احکام میں سے کسی حکم کو نہیں جانتا اور اس کا ذہن اس کے ادراک سے خالی ہوگا اس لئے ہمارا کلام سنتے ہی اس کو وہ مجہول شئے معلوم ہو جائے گی۔
2. **دوم:** مقصود اس علم کی تصویر مخاطب کے ذہن میں جاگزیں کرنا ہے کہ اس سے مخاطب کو کامل لذت حاصل ہو اور اس کے قلبی اور ادراکی قوی اس علم سے بالکل فنا ہو جائیں اور اس علم کا رنگ تمام قوتوں پر غالب ہو جائے حتی کہ اس کے رنگ میں رنگا جائے جیسا کہ اس شعر کو ہم بار بار پڑھتے ہیں جس کا معنی ہمیں معلوم ہو اور اس سے ہر بار ایک نئی لذت پاتے ہیں اور اس لذت کی وجہ سے ہم اسے بار بار پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

سوال نمبر 149: اللہ تعالی نے کثرت تلاوت قرآن کا حکم کیوں فرمایا؟

قران مجید میں علوم پنجگانہ کی مباحث میں سابقہ (سوال میں بیان کیے جانے والے دو نکات سے) استفادہ کرنے کا لحاظ کیا گیا ہے جاہلوں کو اس چیز کا علم دینے کا عزم جسے وہ نہیں جانتے اور علماء کی شخصیات کو ان علوم کے تکرار سے رنگنا چاہا مگر اکثر احکام کی مباحث میں تکرار واقع نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں بار بار اور کثرت سے تلاوت قران کا حکم فرمایا اور سمجھ لینے پر اکتفا نہیں کیا گیا۔

سوال نمبر 150: اگر اللہ تعالی ایک لفظ کو بار بار لاتا تو یہ کس چیز کی مانند ہو جاتا؟

اگر اللہ تعالی ایک ہی لفظ کو بار بار لاتا تو یہ تکرار وظیفہ کی مانند ہو جاتا (لیکن تعبیرات کے اختلاف اور اسلوب میں تنوع کی صورت میں ذہن کو پورا گور و حوض کرنے کا موقع ملتا اور ذہن ان مضامین میں بالکل گم ہو جاتا)۔

سوال نمبر 151: قرآن مجید میں مضامین (علوم خمسہ) کو بکھیر کر ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

اللہ تبارک وتعالی کی قدرت تمام ممکنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے لیکن اس قسم کے امور میں حکمت والا اپنی خاص حکمت سے کام لیتا۔ اور حکمت یہ ہے کہ مبعوث کی زبان اور اسلوب بیان میں اس قوم کے ساتھ موافقت ہے جس کی طرح انہیں بھیجا گیا ہے۔ ارشاد الہی ہے:

لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ ءَايَاتُهُ ءَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِي

اس آیت میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اہل عرب کے پاس قرآن مجید کے نازل ہونے تک کوئی کتاب نہ تھی، نہ کتب الھیہ میں سے اور نہ بشری مؤلفات میں سے، جس ترتیب کو آج تک مصنفین نے اختیار کیا ہے اسے عرب بالکل نہیں جانتے تھے اور اگر اس

میں کوئی شک ہو تو مخضر مین شعراء کے قصائد کا بغور جائزہ لیں اور نبی اکرم کے مراسلات اور حضرت عمر فاروق کے مکتوبات کا مطالعہ کر لیں تاکہ یہ حقیقت تم پر واضح ہو جائے۔

پس اگر قرآن مجید کی زبان ان کے اسلوب بیان کے خلاف ہوتی تو وہ متحیر رہ جاتے اور ایسے کلام کے سننے سے جس سے ان کے کان ناآشنا تھے تو ان کی عقلیں پریشان ہو جاتیں اور مقصود صرف یہ نہیں کہ انہیں صرف حصول علم کا فائدہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ وہ فائدہ استحضار اور تکرار کے ساتھ ہو اور یہ مقصد غیر مرتب میں زیادہ قوت اور کمال کے ساتھ ہوتا ہے۔

الفصل الرابع: اعجازِ قرآن کی وجوہات

سوال نمبر152: مجید میں اعجاز کی وجوہات کیا ہیں؟ تحریر کریں۔

قرآن مجید میں وجوہ اعجاز بہت سی ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1. **اسلوب بدیع:۔**

عربوں کے پاس صرف چار اسلوب تھے اس کے علاوہ نہ وہ کچھ جانتے تھے اور نہ اس کے علاوہ نئے اسلوب بنانے کی ان کے پاس صلاحیت تھی۔

2. قرآن میں گزشتہ قصوں اور ملت سابقہ کے احکام کی ایسی تفصیل جو کسی نے نہ پڑھی ہو جن کی کتب سابقہ تصدیق کرتی ہوں موجود ہے۔
3. قرآن میں ایسی پیشین گوئیاں کی گئی توان سے جو واقعہ ظہور پذیر ہو گا وہ اعجاز کو تازہ کرے گا۔
4. بلاغت کا وہ بلند درجہ جو بشری طاقت سے بالا تر ہے وہ اس قرآن میں استعمال ہوا ہے۔
5. قران تمام بنی آدم کی ہدایت کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

سوال نمبر153: قرآن حکیم میں جو بلاغت کا استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت کریں۔

قرآن حکیم میں بلاغت کا جو استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت درج ذیل ہے:

قرآن میں بلاغت کا وہ بلند درجہ جو بشری طاقت سے بالا تر ہے استعمال ہوا ہے، ہم چونکہ اولین عرب کے بعد آئے اس لئے بلاغت کی حقیقت تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن اتنا ضرور جانتے ہیں کہ شیریں کلمات اور لطافت وعدم تکلف کے ساتھ شریں ترکیبات کا استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ ہم قرآن مجید میں دیکھتے ہیں جس کی مثال متقدمین اور متاخرین کے قصیدوں میں نہیں ملتی اور یہ ایک وجدانی بات ہے جس کو ماہر شعراء ہی جان سکتے ہیں اور اس کا ذائقہ نہیں لے سکتے۔

اسی طرح ہم علم تذکیر کی تین اقسام اور کفار کے ساتھ مخاصمہ کے متعلق جانتے ہیں کہ موقع و محل کے مطابق سورت کے اسلوب کے موافق معانی کو نیا لباس پہناتے ہوئے ذیلی تفصیلات کو مختصر کر دیا جاتا ہے اور اگر کسی کو اس پر دسترس مشکل لگے تو اسے چاہیے

کہ وہ سورہ اعراف، ھود اور شعراء میں وارد ہونے والے انبیاء کرام کے قصوں میں غور و فکر کرے، پھر ان قصوں کو سورہ الصافات میں دیکھے اور پھر ان قصص کا سورہ الذاریات میں مطالعہ کرے تاکہ اس پر فرق واضح ہو جائے اور یہی حال گنہگاروں کے عذاب اور فرمانبرداروں کے ثواب کا ہے، اسے ہر موقع پر نئے انداز میں بیان کیا جاتا ہے اور اسی طرح دوزخیوں کا ایک دوسرے سے جھگڑا ہر جگہ نرالی صورت میں دکھایا گیا ہے۔

سوال نمبر154: قرآن حکیم کا بنی ادم کی ہدایت ہونے کی وضاحت فرمائیں۔

قرآن حکیم تمام بنی آدم کی ہدایت کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوا ہے جیسا کہ کوئی طبیب حاذق کسی ایسی کتاب کو دیکھیں

جس میں وہ امراض کے اسباب اور اس کے علامات اور ادویہ کے اوصاف پر نہایت اعلی پیمانے کی تحقیق کو ملاحظہ کرتا ہے اس بات میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا کہ اس کا مولف فنِ طب میں نہایت کامل ہے۔

ایسے ہی اسرارِ شریعت کا عالم خوب واقف ہے کہ تہذیب نفوس کے لیے کیا کیا چیزیں تلقین کی جانی چاہیے پھر اگر وہ علوم پنجگانہ پر غور کرے گا تو اس سے یقینا معلوم ہو جائے گا کہ یہ فنون اس اعلی مرتبہ پر واقع ہوئے ہیں جس سے بہتر کا تصور محال ہے۔

الباب الرابع: صحابہ وتابعین کی تفاسیر میں تفسیر کے اسالیب اور مختلف مقامات کی وضاحت

سوال نمبر155: مفسرین کی کتنی اقسام (جماعتیں) ہیں؟

مفسرین کی کئی اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

- ایک جماعت صرف آیات سے مناسبت رکھنے والے آثار کی روایت پر کمربستہ ہے، خواہ وہ حدیث مرفوع ہوں یا موقوف یا مقطوع یا اسرائیلی روایت، یہ طریقہ محدثین کا ہے۔
- ایک گروہ اسماء وصفات کی آیات میں تاویل کرتا ہے، ان میں سے جس آیت کو مذہب تنزیہہ حق تعالی کے موافق نہیں سمجھتے وہ اس کا ظاہری معنی سے صرف نظر کرتے ہیں اور یہی گروہ مخالفین کے استدلال کا بعض آیات سے رد کرتے ہیں اور یہی طریقہ متکلمین کا ہے۔
- ایک جماعت اپنی صلاحیتوں کو فقہی احکام کے استنباط پر صرف کرتی ہے اور بعض اجتہادات کو بعض پر ترجیح دیتی ہے اور مخالفین کے اعتراض کا جواب دیتی ہے۔ یہی فقہاء اور اہل اصول کی روش ہے۔
- ایک جماعت قرآن کے اعراب اور اس کی لغت کی وضاحت کرتی ہے اور ہر محاورہ کے باب میں کلام عرب سے مثالیں پیش کرتی ہے اور یہ نحویین اہل لغت کا اسلوب ہے۔
- ایک گروہ علم معانی اور بیان کے تمام تر نکات کو بیان کرتا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں، یہ ادباء کا طریقہ ہے۔
- بعض لوگ قرآن مجید کی قراءات ماثورہ کو اپنے اساتذہ سے روایت کرنے کا اہتمام کرتے ہیں اور وہ اس بارے میں کسی چھوٹی یا بڑی دلیل کو ترک نہیں کرتے، یہ قراء کی خوبی ہے۔
- ان میں بعضوں نے زبان کا اطلاق ان نکات پر کر لیا جو علم سلوک یا علم حقائق کے ساتھ ادنی سی مناسبت رکھتے ہیں یہ صوفیاء کا مشرب ہے۔

سوال نمبر156: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الفوز الکبیر میں تفسیر کے موضوع پر اپنی ذات کی بابت کیا فرمایا؟

شاہ والی اللہ محدثِ دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی توفیق سے اس فقیر کو ان تمام فنون میں خاص مناسبت حاصل ہے اور علوم تفسیر کے اکثر اصول اور فروعات میں سے ایک خاص مقدار پر دسترس حاصل ہے اور اس کے ہر فن میں اجتہاد فی المذہب کے قریب قریب تحقیق واستقلال حاصل ہو گیا ہے۔ اور ان مذکورہ فنون کے علاوہ اللہ کے بحر جود و کرم میں سے دو فنون اور فنون تفسیر میں سے تین میرے دل میں القاء ہوئے

ہیں۔اور اگر سچ پوچھنا ہے تو میں قرآن مجید کا بلاواسطہ ایسا ہی شاگرد ہوں جیسا کہ میں نبی مکرم کی روح مبارک سے استفادہ کرنے والا اویس قرنی ہوں،اسی طرح میں کعبہ معظمہ سے بلاواسطہ مستفید ہوتا ہوں اور ایسے ہی صلوۃ عظمی سے اثر پذیر ہوں۔

مزید لکھتے ہیں کہ :

اور اگر میری ہر بال کی جڑ میں زبان ہوتی تو تب بھی میں اس کی تعریف کرنے کا حق ادا نہ کر سکتا۔

الفصل الاول:اصحابِ حدیث کی تفاسیر میں مروی آثار کا بیان اور اس کے متعلقات

سوال نمبر157 :اسباب نزول کی کتنی اقسام ہیں؟

اسباب نزول کی دو اقسام ہیں:

- کوئی ایسا حادثہ ہوا جس میں مومنین کا ایمان اور منافقین کا نفاق ظاہر ہو گیا جیسا کہ احد اور احزاب کے دو غزوات میں ہوا۔
- آیت کا معنی اس حادثے کے متعلق جانے بغیر ہی اپنے عموم کے ساتھ جانا جا سکے یہی اس کا سبب نزول ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوگا نہ کہ کسی خاص سبب کا۔

صحابہ کرام کیسی بحثوں کو مکروہ سمجھتے تھے؟

اگر کوئی آیت اس قصہ کے بارے میں ایسے اشارات پر مشتمل ہو کے زبان کا جاننے والا وہاں آکر رک جاتا ہے اور اس کی جستجو میں لگ جاتا ہے تو ایسے واقعات کو بیان کرنا مفسر پر ضروری ہے اور جو قصہ اس قسم سے خارج ہو مثلا بنی اسرائیل کی گائے کا بیان کہ وہ نر تھی یا مادہ؟اور اصحاب کہف کے کتے کا بیان کیا وہ پیلا تھا یا سرخ؟اس لیے اس سے بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں صحابہ کرام ایسی بحثوں کو مکروہ سمجھتے تھے اور انہیں وقت کے ضیاع میں شمار کیا جاتا تھا۔

سنے سنائے واقعات کی نقل کرنے میں کیا اُصول ہے؟

سنے سنائے واقعات کو نقل کرنے میں اصول یہ ہے کہ ان میں بغیر کسی عقلی تصرف کے ویسے ہی روایت کر دیا جائے مگر متقدمین مفسرین کی ایک جماعت اس اشارے کو اپنی آنکھوں کو مرکوز کرنے کے لیے وضع کرتے ہیں اور اس کا کوئی مناسب محل فرض کر کے کسی احتمال کی بنا اسے بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے متاخرین کو اشتباہ ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر158 :شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آیت وضو کی تفسیر میں کیا فرمایا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ :

بندہ ناچیز نے ارشاد باری تعالی :

وَامۡسَحُوا بِرُءُوسِكُمۡ وَأَرۡجُلَكُمۡ إِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کے قول پر اعتبار کرتا ہے۔"مجھے تو کتاب اللہ میں پیروں کا مسح ہی ملتا ہے مگر لوگ اس سے دھونا

ہی سمجھتے ہیں" پس فقیر اس قول عباس سے یہ سمجھتا ہے کہ وہ مسح کے وجوب کی طرف نہیں گئے اور نہ ہی وہ اس آیت کو مسح کی رکنیت ہونے پر محمول کرنے کا یقین رکھتے ہیں بلکہ حضرت ابن عباس کے نزدیک بھی وضو میں پیر دھونا ہی ہے لیکن وہ یہاں ایک اشکال کو بیان کرنا اور ایک احتمال کو ظاہر کرتے ہیں تاکہ وہ دیکھیں کہ علمائے زمانہ اس تعارض میں کیسے تطبیق کرتے ہیں اور وہ کونسا مسلک اختیار کرتے ہیں۔ پس جو یہ گمان کرتا ہے کہ جو لوگ سلف کے روزمرہ محاورات کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں انہوں نے اسے ابن عباس کا قول سمجھ کر اسے ان کا مذہب قرار دے دیا ہے۔

سوال نمبر159: بنی اسرائیل (اہل کتاب) سے روایات نقل کرنا کیسا ہے؟

بنی اسرائیل سے روایات نقل کرنا ایسا فریب ہے جو ہمارے دین میں داخل ہو گیا ہے حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ:

نا اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔

اس قاعدہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

- اہل کتاب سے اس وقت تک کوئی بات نقل نہ کی جائے جب تک تعریض قران کا بیان ہمارے نبی کی سنت میں موجود ہے۔
- قاعدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب ضرورت کلام کرنا چاہیے۔

قاعدہ:

ضروری امر اپنی حد ضرورت تک محدود رہتا ہے۔

سوال نمبر160: تفسیر القران بالقران سے کیا مراد ہے؟

تفسیر القرآن بالقرآن سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی کسی آیت یا مضمون کی وضاحت اور تشریح خود قرآن کی دوسری آیات کے ذریعے کی جائے۔ یعنی ایک آیت کے معنی اور مقصود کو سمجھنے کے لیے دوسری متعلقہ آیات سے مدد لی جائے۔

قران مجید میں کسی مقام پر ایک قصہ کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ اسے تفصیل سے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وقالت إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے)

اس کے بعد فرمایا:

قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ

ترجمہ: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

یہ دوسری آیت پہلی آیت کی تفصیل کی قسم سے ہے۔ اس لئے اس سے اس اجمال کی تفسیر کو جانا جا سکتا ہے اور اس اجمال سے

تفصیل کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

سوال نمبر161: غریب القرآن کی تشریح میں سلف کے اختلاف کی وجہ کیا ہے؟

غریب القرآن کی شرح جس کی بنیاد یا تو لغت عرب کے تتبع پر ہے یا یت کے سیاق وسباق کے فہم اور لفظ کی اس مناسبت کے علم پر ہے جو کہ اس کو اپنے جملہ کے اجزاء کے ساتھ حاصل ہے اس لیے اس مقام پر بھی عقل کا دخل اور اختلاف کی گنجائش ہے کیونکہ ایک کلمہ زبان عرب میں متفرق معنی کے لیے اتا ہے استعمالات عرب کے تتبع و پیروی اور سابقہ اور لاحقہ کی مناسبت کے فہم میں عقل مختلف ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس باب میں صحابہ وتابعین کے اقوال باہم مختلف ہو گئے ہیں۔

سوال نمبر162: مفسر کو شرح غریب میں کتنے پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے؟

ایک منصف مفسر کو شرح غریب کے دو پہلوؤں پر غور کرنا چاہیے:

- ایک استعمال عرب پر حتی کہ اس بات کو جانا جائے گا کہ کون سی سورت اقوی تر اور راجح ہے۔
- دوسرا سابقہ اور لاحقہ کی مناسبت پر حتی کہ اس بات کو جانا جائے گا کہ مقدمات کے احکام میں کون سی دوصورتیں اولی اور قریب ترین ہیں۔

سوال نمبر163: شاہ ولی اللہ صاحب نے شرح غریب میں کیا استنباط کیے ہیں؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ:

اس عاجز نے اس باب میں ایسے نئے استنباط کئے ہیں جن کا لطف مغرور اور بد طینت شخص کے علاوہ کسی پر مخفی نہیں رہ سکتا۔ مثلاً ارشاد باری تعالی ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى (تم پر ان کے خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے جو ناحق قتل کئے جائیں)

میں نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ مرنے اور مارنے والے برابر ہیں اور ان میں سے بعض کا ایک دوسرے کے ساتھ ایک حکم میں شریک ہونا تاکہ تفسیر میں اس کی ضرورت نہ ہو۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالأُنثَى بِالانثى (عورت کے بدلے عورت)

کا معنی سمجھنے میں نسخ کا قائل اور ایسی توجیہات کا مرتکب نہ ہونا پڑے جو تھوڑے تامل سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالی ہے:

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ ((اے حبیب!) لوگ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں)

کو "یسألونك عن الأشهر" کے معنی پر محمول کیا جائے، یعنی سوال حج کے مہینوں کی نسبت سے کیا گیا تھا۔

سوال نمبر164: آیات منسوخہ کی تعداد میں اختلاف کی وجہ سے نسخ کے معنی میں متقدمین ومتاثرین کا اختلاف لکھیں۔

اس مقام پر دو نکات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے:

- **اوّل:۔**

ایک یہ کہ صحابہ وتابعین نسخ کا استعمال اصولیوں کے معروف اصطلاحی معنی کے علاوہ کرتے تھے اور ان کا معنی لغوی معنی کے قریب ترہے اور وہ ہے ازالہ کرنا۔اس لئے ان کے نزدیک نسخ کا معنی پہلی آیت کے بعض اوصاف کا دوسری آیت سے ازالہ کرنا ہے۔ چاہے وہ اپنے کام کی میعاد ختم ہونے کی نشاندہی کر کے، یا الفاظ کو مطلوبہ معنی سے غیر مشروع کی طرف موڑ کر یا اس بات کی طرف اشارہ کر کے کہ کوئی پابندی عائد کی گئی ہے۔ یا عام حکم کو خاص کر کے یا منصوص اور مقیس علیہ کے درمیان بظاہر فرق واضح کر کے یا جو اس کے مشابہ ہو۔

- **ثانی:۔**

اصطلاحی معنی کے ساتھ نسخ کے بیان میں اصل بات یہ ہے کہ نزول آیات کا زمانہ معلوم ہو مگر کبھی سلف صالحین کا اجماع یا کسی امر پر جمہور علماء کے اتفاق کو علامت نسخ قرار دے کر اس کے قائل ہو جاتے ہیں۔ بہت سے فقہاء نے ایسے ہی کیا ہے حالانکہ ممکن ہے کہ ایسے مقامات جن کی آیات کے تصدیق کی ہو وہ اجماع کے خلاف ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ آثار جو نسخ بتاتے ہیں بہت مشتبہ ہیں اور ان میں معاملہ کی تہہ تک پہنچنا سخت دشوار ہے۔

سوال نمبر 165: تفاسیر میں دیگر کون سے امور بیان کیے جاتے ہیں؟

محدثین کئی اور چیزیں بھی ہیں جن کو وہ اپنی تفاسیر میں بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

- کسی مسئلہ میں صحابہ کرام کا مناظرہ اور ان کا کسی خاص آیت سے استشہاد۔
- آیات میں سے کسی آیت سے ان کا مثال بیان کرنا۔
- آنحضرت ﷺ کا استشہاد کے طور پر آیات میں سے کسی آیت کا تلاوت فرمانا۔
- ایسی حدیث کو روایت کرنا جو آیت کے اصل معنی کے موافق ہو۔
- تلفظ وہ طریقہ جو نبی اکرم ﷺ سے یا صحابہ کرام سے منقول ہو۔

الفصل الثانی: اس باب کے باقی لطائف کا بیان

سوال نمبر 166: قرآن مجید کی تفسیر میں توجیہہ کو بیان کرنے کا مقصد کیا ہے؟

توجیہہ ایک ایسا فن ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں جنہیں شارحین نے متون کی شرح میں استعمال کرتے ہیں اور اس سے ان کی ذہانت کا امتحان ہوتا ہے اور اس سے ان کے مختلف درجات کا اظہار ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس پر کلام کیا حالانکہ ان کے زمانے میں قوانین توجیہہ کی چھان بین بھی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے آیات کریمہ کی توجیہ بکثرت فرمائی ہے اور توجیہہ کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اگر

مولف کے کلام کو سمجھنے میں شارح کو کوئی ایسی دشواری پیش آئے تو وہ اس پر رک جائے اور اس مشکل کو حل کر لے۔اور چونکہ کتاب کو پڑھنے والوں کے ذہن یکساں نہیں ہوتے اس لئے توجیہہ کے مراتب بھی یکساں نہیں ہیں، مبتدیوں کے لئے توجیہہ اور ہے اور منتہی کے لئے اور ہے۔

سوال نمبر167:علوم خمسہ میں بہترین توجیہ کیا ہے؟

اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- آیات مخاصمہ میں عمدہ توجیہہ ان باطل فرقوں کے مذاہب کا بیان اور وجوہ الزام کی چھان بین ہے۔
- آیات احکام میں سورۃ مسئلہ کی تصویر کشی اور قیود کے فوائد اور احتراز وغیرہ کو بیان کرنا ہے۔
- آیات تذکیر بآلاء اللہ میں ان نعمتوں کی تصویر کشی اور ان کے الگ الگ مقامات کا بیان ہے۔
- آیات تذکیر بایام اللہ میں قصوں کی باہمی ترتیب اور اس کی تعریض کی توجیہہ کرنا جو کہ قصہ میں مذکور ہوتی ہے۔
- اور تذکیر بالموت ومابعد الموت کی تذکیر میں اس وقت کی تصویر کشی اور ان حالات کا بیان ہے۔

سوال نمبر168:وہ مختلف علوم جنہیں تفاسیر میں شامل کیا گیا ہے ان پر شاہ ولی اللہ صاحب کا موقف کیا ہے؟

وہ علوم جنہیں تفاسیر میں شامل کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا ان کے بارے موقف درج ذیل ہے:

1. متکلمین کی مبالغہ آرائی:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

متشابہات کی تاویل اور صفات باری تعالی کی حقیقت کے بیان میں متکلمین جس قدر مبالغہ کرتے ہیں وہ میرا مذہب نہیں ہے میرا مذہب وہ ہے جو امام مالک امام سفیان ثوری امام عبداللہ بن مبارک اور تمام متقدمین کا مذہب ہے۔

2. قرآن میں علم المخاصمہ:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

احکام مستنبطہ میں نزع اور اپنے اپنے مذہب کا استحکام اور دوسرے مذہب کا ابدال اور قران مجید کے دلائل کا دفاع کرنے میں حیلہ سازی یہ تمام باتیں میرے نزدیک صحیح نہیں ہیں عالم کو چاہیے کہ وہ ایات کے مدلول کو تلاش کرے اور اسی کو اپنا مذہب قرار دے خواہ وہ اس کے مذہب کے موافق ہو یا مخالف۔

3. قرآن کی لغت:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

لغت قرآنی کو اولین عرب کے استعمالات سے لینا چاہیے اور صحابہ وتابعین کے آثار پر کلی اعتماد کرنا چاہیے۔

4. قرآن کا نحو:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ :

قرآن مجید کے نحو میں عجیب خلل واقعہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مفسرین کی ایک جماعت نے سیبویہ کا مذہب اختیار کر لیا ہے اس لیے جو احتمال ان کو ان کے مذہب کے خلاف ملتا ہے وہ اس کی تاویل کرتے ہیں خواہ تاویل بعید از قیاس ہی کیوں نہ ہو یہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اس امر کا کی اتباع کرے جو سیاق و سباق کے ساتھ زیادہ قوی اور موافق ہو خواہ وہ سیبویہ کا مذہب ہو یا فراء کا۔

5. علم المعانی اور بیان:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ :

علم معنی اور بیان ایک ایسا علم ہے جو کہ حضرات صحابہ کرام کے زمانے کے بعد پیدا ہوا یہی وجہ ہے کہ اس میں سے جو امور جمہور عرب کی روایات کے مطابق لگے تو وہ سارا انکھوں پر اور جو ایسے مخفی امور ہیں کہ ان فنون میں گہری معلومات رکھنے والے کے سوا اور کسی قسم میں نہیں اتے ان کے بارے میں ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن مجید میں بھی مطلوب ہے۔

6. اشارات الصوفیہ:۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ :

صوفیائے کرام کے اشارات اور ان کے اعتبارات در حقیقت علم تفسیر کا جز نہیں ہے بلکہ یہ کیفیات قران مجید کے سماع کے وقت سالک کی دل پر وارد ہوتی ہیں اور یہ کیفیات نظم قرآن کے دوران اور اس حال کے دوران پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ متصف ہوتا ہے یا اس معرفت کے دوران جو اسے عطا کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 169: حضور ﷺ نے کس فن کو معتبر قرار دیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے تعبیر رؤیا کو معتبر فن قرار دیا ہے اور اس راہ پر خود چل کر دکھایا ہے تاکہ یہ علمائے امت کے لیے سنت بن جائے اور ان پر وھبی علوم کا دروازہ کھل جائے۔

مثلاً ارشاد باری تعالیٰ:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ (پس جس نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی۔)

سے نبی اکرم نے مسئلہ تقدیر کو بیان فرمایا۔

الفصل الثالث: غرائب القرآن کا بیان

سوال نمبر 170: غرائب القرآن کی کتنی اقسام ہیں؟

غرائب قرآنی جن کو احادیث میں مزید اہتمام اور فضیلت سے خاص کیا گیا ہے ان کی چند اقسام ہیں:

- تذکیر بآلاءاللہ کے فن میں غریب وہ آیت ہے جس میں حق تعالیٰ کی صفات کا بڑا مجموعہ ہو جیسے آیت الکرسی، سورہ اخلاص اور سورہ حشر کی آخری آیتیں۔
- تذکیر بایام اللہ میں غریب وہ آیت ہے جس میں کوئی قلیل الذکر قصہ بیان کیا جائے یا کسی معلوم قصہ کو اس کی تمام تفصیلات سے ساتھ بیان کیا جائے یا کسی ایسے بڑے مفید واقعہ کو بیان کیا جائے جس میں حصول عبرت کے متعدد پہلو ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ اور خضر علیہا السلام کے قصہ سے متعلق فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اور زیادہ صبر کرتے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم پر اس قصہ کو اور زیادہ بیان فرماتا۔
- تذکیر بالموت وبعد الموت کے فن میں غریب وہ آیت ہے جو کہ احوال قیامت کی جامع ہو۔ مثلاً حدیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قیامت کو کھلی آنکھوں سے دیکھنے کا آرزومند ہو تو وہ یہ سورۃ پڑھا کرے:

  إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (سورج لپیٹ کر بے نور کر دیا جائے گا)

  إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ "جب (سب) آسمانی کرے پھٹ جائیں گے)

  إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (جب (سب) آسمانی کرے پھٹ جائیں گے۔)
- فن احکام میں غریب ایسی آیت ہے جو حدود کے بیان اور وضع خاص کی تعیین پر مشتمل ہو۔ مثلاً حد زنا میں سو کوڑے کی تعیین اور تین حیض اور مطلقہ عورت کی عدت کے لئے تین طہر کی تعیین اور میراث کی حصوں کی تعیین۔
- فن مخاصمہ میں غریب وہ آیت ہے جس میں جواب ایسے نادر اسلوب پر بیان کیا جائے جو شبہ کو نہایت کامل طریقے سے دور کرے۔ یا اس میں فریق مقابل کے حال کو ایک واضح مثال کے ساتھ بیان کیا جائے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

  مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا (ان کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جس نے آگ جلائی)

اور اسی طرح اس میں بت پرستی کی قباحت اور خالق و مخلوق اور مالک و مملوک کے مراتب کا فرق عجیب امثلہ سے بیان کیا جائے۔

- غرائب قرآنی صرف انہیں ابواب مذکورہ میں محصور نہیں بلکہ بعض اوقات غرابت قرآن کی بلاغت اور اسلوب کی شیرینی سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً سورہ الرحمن۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا نام حدیث میں عروس القرآن رکھا گیا۔ ہے اور کبھی غرابت شقی اور سعید کے تصور کو واضح کرنے سے بھی پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر 171: علوم پنجگانہ کا ظاہر و باطن کیا ہے؟

حدیث شریف میں آیا ہے:

"لکل آیۃ منہا ظہر وبطن ولکل حرف حد ولکل حد مطلع"

ترجمہ: ہر آیت کا ایک ظاہری اور ایک باطنی معنی ہے اور ہر حرف کی ایک حد اور ہر حد کے لئے جھانکنے کی جگہ ہے۔

جاننا چاہئے کہ ان علوم پنجگانہ کا ظاہر کلام کا وہ مدلول اور مفہوم ہے اور باطن :

- علم تذکیر بآلاءاللہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی نعمتوں پر غور کیا جائے اور حق سبحانہ وتعالٰی کی ذات میں مراقبہ کیا جائے۔
- علم تذکیر بایام اللہ میں ان قصوں سے مدح وذم اور عذاب وثواب کے موقوف علیہ کی پہچان اور ان سے نصیحت حاصل کرنا ہے۔
- تذکیر بالجنۃ والنار میں خوف ورجاء کا ظہور اور ان امور کو چشم دید کی کیفیت تک پہنچانا ہے۔
- اور احکام کی آیتوں میں ان کے مصداق اور اشارات سے نفی احکام کا استنباط ہے۔
- گمراہ فرقوں سے مباحثہ میں ان قباحتوں کی اصل پہچان اور ان کے ساتھ ان جیسی مباحث کو شامل کرنا ہے۔
- کلام اللہ کے ظاہر سے آگاہی لغت عرب اور علم تفسیر سے متعلقہ آثار کی معرفت سے ہوتی ہے۔
- اور کلام اللہ کے باطن سے آگاہی بندے کی ذہنی لطافت اور نور باطن کے ساتھ فہم میں استقامت اور قلبی سکون سے ہوتی ہے۔

الفصل الرابع: بعض وھبی علوم کا بیان

سوال نمبر172: علم تفسیر کے وھبی علوم تحریر کریں۔

علم تفسیر کے وھبی علوم درج ذیل ہیں :

- انبیاء کرام کے قصوں کی تاویل۔
- علم پنجگانہ کی چھان بین۔
- قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ اس طرح کہ اس میں کلمات کی مقدار تخصیص اور تعمیم وغیرہ بھی عربی عبارت کے قریب تر ہو۔
- خواصِ قرآنی کا علم

سوال نمبر173: متقدمین کی ایک جماعت نے کلام اللہ کے خواص میں کتنی طرح سے کلام کیا ہے؟

متقدمین کی ایک جماعت نے کلام اللہ کے خواص میں دو طرح سے کلام کیا ہے :

- ایک تو دعا کے مشابہ ہے۔
- دوسرا سحر کے مشابہ ہے (استعیذ باللہ)

سوال نمبر174: شاہ ولی اللہ صاحب نے خواص قرآنی ان کو عطا کیے جانے کے بارے کیا فرمایا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں کہ :

فقیر پر قرآن کے خواص منقول کے علاوہ ایک ایسا دروازہ کھولا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے ایک مرتبہ اسماء حسنٰی اور آیات عظمٰی اور مبارک دعائیں میری گود میں رکھ کر فرمایا کہ "یہ ہمارا تحفہ تصرف عام کے لئے ہے" لیکن ہر ایک آیت اور اسم اور دعا ایسی شرائط کے ساتھ

مشروط ہے جنہیں کسی قاعدہ کے ساتھ منضبط نہیں کیا سکتا بلکہ ان کا اصلی قاعدہ عالم غیب کی طرف سے اشارہ کا انتظار ہے جیسا کہ حالت استخارہ میں ہوتا ہے۔ حتی وہ ایسی خاص آیت یا اسم کو دیکھتا ہے جس کی طرف عالم غیب سے اشارہ ہوتا ہے۔

الخاتمہ